درجہ-9

لالہ وگُل

حصّہ اوّل

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL
PATNA

INDIAN ARMY

Arms you FOR LIFE AND CAREER AS AN OFFICER
Visit us at www.joinindianarmy.nic.in
or call us (011) 26173215, 26175473, 26172861

Ser NO	Course	Vacancies Per Course	Age	Qualification	Appln to be received by	Training Academy	Duration of Training
1.	NDA	300	16½ - 19 Yrs	10+2 for Army 10+2 (PCM) for AF, Navy	10 Nov & 10 Apr (by UPSC)	NDA Pune	3 Yrs + 1 yr at IMA
2.	10+2 (TES) Tech Entry Scheme	85	16½ - 19½ Yrs	10+2 (PCM) (aggregate 70% and above)	30 Jun & 31 Oct	IMA Dehradun	5 Yrs
3.	IMA(DE)	250	19 - 24 Yrs	Graduation	May & Oct (by UPSC)	IMA Dehradun	1½ Yrs
4.	SSC (NT) (Men)	175	19 - 25 Yrs	Graduation	May & Oct (by UPSC)	OTA Chennai	49 Weeks
5.	SSC (NT) (Women) (including Non- tech Specialists and JAG entry)	As notified	19 - 25 Yrs for Graduates 21-27 Yrs for Post Graduate/ Specialists/ JAG	Graduation/ Post Graduation /Degree with Diploma/ BA LLB	Feb/Mar & Jul/ Aug (by UPSC)	OTA Chennai	49 Weeks
6.	NCC (SPL) (Men)	50	19 - 25 Yrs	Graduate 50% marks & NCC 'C' Certificate (min B Grade)	Oct/ Nov & Apr/ May	OTA Chennai	49 Weeks
	NCC (SPL) (Women)	As notified					
7.	JAG (Men)	As notified	21 - 27 Yrs	Graduate with LLB/ LLM with 55% marks	Apr / May	OTA Chennai	49 Weeks
8.	UES	60	19-25 Yrs (FY)18-24 Yrs (PFY)	BE/B Tech	31 Jul	IMA Dehradun	One Year
9.	TGC (Engineers)	As notified	20-27 Yrs	BE/ B Tech	Apr/ May & Oct/ Nov	IMA Dehradun	One Year
10.	TGC (AEC)	As notified	23-27 Yrs	MA/ M Sc. in 1st or 2nd Div	Apr/ May & Oct/ Nov	IMA Dehradun	One Year
11.	SSC (T) (Men)	50	20-27 Yrs	Engg Degree	Apr/ May & Oct/ Nov	OTA Chennai	49 Weeks
12.	SSC (T) (Women)	As notified	20-27 Yrs	Engg Degree	Feb/ Mar & Jul/ Aug	OTA Chennai	49 Weeks

لالہ وگل

فارسی کی درسی کتاب درجہ نہم (۹) کے لیے

Persian Textbook for Class IX

सत्यमेव जयते

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

محکمہ فروغ وسائل انسانی H.R.D. حکومت بہار سے منظور

● صوبائی کونسل برائے تعلیمی وتحقیق وتربیت (SCERT) بہار، پٹنہ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

Re-print 2010 5,000

قیمت: Rs. 23·00

شائع کردہ

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ۔ 800001

مطبوعہ: جن کلیان پریس، پٹنہ۔ 800004

اپنی بات

ریاستی کاؤنسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت نے دو برسوں کے اندر گیارہویں اور بارہویں دو جماعتوں کے لیے کتابیں تیار کرائی ہے۔ اس طرح یہ ادارہ اپنے نشانہ کی تعیین کے مطابق اس کی تکمیل میں بطور احسن کامیاب رہا۔ اب نویں جماعت کی درسی و سپلمنٹری کتابیں بھی اسی ادارہ کے ذریعہ تیار ہونے کے بعد طباعت واشاعت کے مراحل طے کر کے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے قومی سطح پر نصاب میں یکسانیت لانے کی غرض سے معیاری نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے اور اس کے مطابق ماہرین کی جماعتوں کے ذریعہ تمام مضامین کی کتابیں تیار کرائی جا رہی ہیں۔ معیاری نصاب کے مطابق عمدہ کتابوں سے نہ صرف طلبا و طالبات کی دلچسپی میں اضافہ ہوگا بلکہ معلمین حضرات کی آسانیوں کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے اور متعلقہ ضروری مواد فراہم کر دیے گئے ہیں تاکہ تدریس وتعلیم کا معیار بلند تر ہو سکے۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ نئی کتابیں ان مقاصد کو پورا کریں گی۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے میں ایس. سی. ای. آر. ٹی. کے ڈائرکٹر، بہار سکنڈری اسکول اکزامنیشن بورڈ کے ڈائرکٹر (اکادمک) اور نصاب و درسی کتاب کمیٹی کے اکادمک کوآرڈی نیٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی خاص توجہ اور سعی بلیغ سے مضامین کے ماہرین کی بہتر جماعت کے تعاون سے کتابیں تیار کرائی جاسکیں۔ میں اُن ماہرین کا بھی شکر گزار ہوں۔

میری گزارش ہے کہ کتاب میں جہاں کہیں کوئی نقص نظر آئے تو ہمیں اس کی اطلاع ضرور دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کا ازالہ اور ان کی اصلاح کی جا سکے۔

مینیجنگ ڈائرکٹر

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

تقریباً تین سال قبل اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (S.C.E.R.T.)، بہار نے اسکولی تعلیم بشمول 2+ کے لیے مبسوط اور مکمل نصاب تیار کرنے کی سعی بلیغ کا آغاز کیا۔ گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے زبان و ادب اور سماجیات پر متعدد کتابوں کی اشاعت پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ گرچہ ہمارے ادارے کے لیے کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں مرتبین و مؤلفین کی سرکردہ جماعت کو یکجا کر کے ترتیب و تالیف کے مختلف مراحل طے کرنا بالکل ہی ایک نئی اور کافی اہم ذمہ داری تھی لیکن ہمارے عزم اور ہمارے رفقائے کار کے بھرپور تعاون، مخلصانہ محنت اور انتھک و مسلسل کوششوں سے یہ نیا، اہم اور بڑا کام انجام پا سکا اور بہ حسن و خوبی کتابوں کی اشاعت ہو گئی ان کے لیے ہمارے ادارے کے تمام درجے کے رفقائے کار داد و تحسین اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان میں بالخصوص ڈاکٹر قاسم خورشید، ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز اور سید عبدالمعین، ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف ٹیچر ایجوکیشن کی مخلصانہ اور مسلسل رہنمائی اور تعاون نے ترتیب و تالیف کے اہم امور کو بہت آسان کر دیا، ہم ان کے بھی شاکر و ممنون ہیں۔

ہم نے ہر زبان کی کتاب تیار کرنے کے لیے مضامین کے مستند علما اور ماہرین فن اور معروف قلم کاروں کی الگ الگ جماعتیں تیار کیں۔ نویں جماعت کے لیے فارسی کی ایک اصل درسی کتاب اور ضمیمہ کے طور پر ایک اضافی کتاب تیار کرائی گئی۔ ماہرین نے اس امر پر خاص توجہ دی ہے کہ کتابیں دور جدید کے نت نئے بدلتے اور روز افزوں ترقی پذیر تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔ پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم، سابق وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ کی سربراہی و نگرانی میں گروہ فارسی نے خوب سے خوب تر معیار کی کتابوں کی ترتیب و تالیف کا کام انجام دیا۔ ماہرین و معاونین کی اس جماعت میں معمر و بازنشستہ استاذ فارسی و اردو و عربی جناب محمد ولی اللہ صاحب، فاضل فارسی و حدیث، ایم. اے. فارسی و ایم. اے. عربی، ڈپ. ان. ایڈ. کا نام قابل ذکر ہے۔ مؤلفین و مرتبین فارسی کی اس جماعت کے ہر فرد بالخصوص اس کے سربراہ و نگراں پروفیسر محمد شرف عالم کے ہم بے حد ممنون و شکر گزار ہیں۔ جنھوں نے اس علمی کام کے لیے اپنے مصروف ترین مشاغل کے باوجود وقت نکال کر اس کار گراں کو بطور

احسن انجام دیا جیسا کہ ہمیں معلوم ہے فارسی زبان دنیا کی شیریں ترین اور سہل ترین زبانوں میں ایک ہے۔ اس لیے مرتبین نے خصوصی توجہ کے ساتھ کتابوں کی تیاری میں سہل، معلومات افزا اور دل انگیز زبان کا استعمال کیا ہے تاکہ آموزان فارسی زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے سکیں اور اس زبان کو دشوار سمجھ کو راہِ فرار اختیار کرنے والوں کو اپنی طرف راغب کر سکیں۔

ہمیں یقین ہے کہ کتابیں اپنے مقاصد میں صد فی صد مفید و کارآمد ثابت ہوں گی اور طلبا و طالبات کے ذوق وشوق میں اضافے کا باعث بنیں گی اور ان کے حوصلے بڑھائیں گی۔ نظر ثانی کمیٹی اور صلاح کار کمیٹی کے معزز اراکین نے کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور مفید و کارآمد مشورے دے کر کتاب کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ ہم ان تمام ماہر اراکین کے بھی شکر گزار ہیں۔ مزید برآں کتاب کی تیاری سے متعلق متعدد ورکشاپ میں گراں قدر مشوروں کے لیے ہم تمام شرکا کے ممنون کرم ہیں۔

بی. ٹی. بی. سی. کے کارمندوں اور بالخصوص اس ادارہ کے ایم. ڈی. حسین عالم (آئی. اے. ایس.) بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، جن کی توجہ سے نصابی کتاب بروقت زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آسکی۔

کتابوں سے استفادہ کرنے والے طلبا و طالبات، اساتذۂ گرامی اور فارسی زبان و ادب سے علاقہ مندی رکھنے والوں کے مثبت اور مفید مشوروں کے ہم منتظر رہیں گے اور شکریہ کے ساتھ ان کے ضروری مشوروں پر کتاب کی دوسری اشاعت میں ان کی ممکن اصلاح کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

حسن وارث
ڈائرکٹر (انچارج)
ایس. سی. ای. آر. ٹی.، بہار، پٹنہ

معلّمین و متعلّمین سے چند باتیں

ع   چلی حیات کی کشتی تو درمیاں سے چلی

نیشنل کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (NCERT) کی ایما پر نیشنل کریکولم فورم (NCF) نے سن ۲۰۰۵ء میں قومی درسیات میں معیاری یکسانیت لانے کی غرض سے ممتاز ماہرین تعلیم اور معروف دانشوروں کے ساتھ ورکشاپ کا ایک سلسلہ قائم کیا اور بالآخراسے حتمی شکل دی جاسکی لیکن علاقائی ضرورتوں اور تقاضائے حالات کے پیش نظر مختلف ریاستوں کی نصابی درسیات میں بالکل یک رنگی ممکن نہ ہوسکی۔ ریاست بہار میں بھی اسے صد فی صد قابل عمل تصور نہ کیا جاسکا اور جزوی تحریف کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ بہار کریکولم فورم (BCF) ۲۰۰۶ء میں ریاست کی نصابی درسیات کے لیے واضح لائحہ عمل طے کرلیا گیا۔ پھر ریاستی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہاں چھٹی جماعت سے بارہویں جماعت تک کے لیے نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں۔ سب سے پہلے گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے کتابیں تیار کی گئیں جو زیر طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں۔ نصاب کے ابتدائی درجوں یعنی چھٹی سے آٹھویں جماعتوں اور پھر دسویں جماعت کے لیے ابھی کتابیں تیار نہیں کی جاسکی ہیں لیکن درمیانی درجہ نہم کی کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اسی لیے راقم نے اپنی گزارش کی ابتدا میں اپنے مطلب کے اظہار کی غرض سے درج ذیل شعر کا مصرعہ اوّل تحریر کیا ہے ۔

چلی حیات کی کشتی تو درمیاں سے چلی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

بہر حال دنیائے تعلیم و تدریس میں زبان و ادب کی تعلیم و تدریس کو اوّلیت کا درجہ و مقام حاصل ہے۔ بالخصوص مادری زبان میں تدریس ایک مستحکم بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ملک میں، دیگر ریاستوں کی مانند

بھی، مختلف زبانیں مادری زبان کے زمرے میں آتی ہیں۔ بایں ہمہ قومی اور مقامی زبانوں کے ساتھ حسب ضرورت غیر ملکی زبانوں سے بھی ہماری نوخیز نسل کو واقف ہونا ضروری ہے۔

بین الاقوامی زبانوں کی فہرست میں ہندستانی درسگاہوں میں دیگر زبان بالخصوص انگریزی کے ساتھ فارسی اور عربی زبانوں کی بھی درس وتدریس کا نظم ہے گرچہ یہاں چند دیگر زبانوں کے ساتھ فارسی وعربی زبانوں کا بھی شمار کلاسیکی زبانوں (یعنی قدیم وغیر مروج) کے ذیل میں آتا ہے لیکن فی الحقیقت یہ دونوں زبانیں دنیا کی کافی متحرک اور بلاشبہ کثیر الاستعمال زبانیں ہیں۔ اگر ایک طرف فارسی نصف درجن سے زیادہ ملکوں میں مادری زبان کی حیثیت رکھتی ہے تو دوسری طرف عربی زبان کو کئی درجن ممالک میں مادری وسرکاری ورکی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہٰذا ان دونوں زبانوں کی تدریسی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔

عربی اور فارسی زبانوں میں تحریری وتقریری صلاحیتوں کے حامل افراد کی ملک کے اندر اور بیرون ممالک میں بہت زیادہ مانگ ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ، ٹورزم، ریڈیو، ٹیلی ویژن، سفارت خانوں اور علوم مشرقی کی لائبریریوں میں ان زبانوں کے واقف کاروں کے لیے ملازمتیں مختص ہیں اور دوسری طرف تقریباً پوری دنیا کے بڑے اور ترقی یافتہ ممالک ایسے باصلاحیت افراد کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ انھیں فارسی اور عربی دنیا کے سیاسی، اقتصادی، دفاعی اور فلاحی وبہبودی حالات وکیفیات کی بروقت اور حسب ضرورت واقفیت حاصل ہوتی رہے۔

علاوہ ازیں ہندستان کے عہد وسطیٰ کا تمام علمی وادبی، تاریخی، سماجی، معاشی ومعاشرتی اطلاعات کا سرمایہ بشمول دین ومذہب اور تہذیب وثقافت علوم کا ذخیرہ ان ہی دو زبانوں میں محفوظ ہے۔ ان زبانوں سے عدم واقفیت ہمیں اپنے ورثوں کی صحیح اور مکمل واقفیت سے محروم کر دے گا۔ مجبوراً اور ضرورتاً ہمیں بالواسطہ ذرائع پر انحصار کرنا ہوگا جو بلاشبہ متعصبانہ، جانبدارانہ اور حقائق کو پس پشت ڈالنے والے ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت سے راقم السطور کا مقصد ان دو زبانوں کی ہمہ جہت اہمیت وافادیت اور ضرورت کو عوام کی خدمت میں پیش کرنا ہے تاکہ وہ ان زبانوں کی طرف راغب ہوں اور اپنے نونہالوں کو اس سمت شوق دلائیں جس سے ان کی دلچسپی میں اضافہ ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ زمانے کی ضرورت کے پیش نظر آگے چل کر وہ جس علم وفن میں چاہیں اپنی رغبت بڑھائیں لیکن ابتدائی اور ثانوی درجوں میں کم سے کم حسب ضرورت ان زبانوں سے واقفیت ضرور حاصل کرلیں تاکہ تاعمر انھیں اس طرف سے اطمینان رہے۔ مزید براں عمر کے آخری دور میں کف افسوس نہ ملنا پڑے اور محرومی کا احساس نہ ہو۔

نویں جماعت کے لیے فارسی اور عربی زبانوں کے لیے دو دو کتابیں تیار کی گئی ہیں ایک خاص درسی کتاب ہے اور دوسری سپلمنٹری یعنی معاون وضمنی۔ متعلمین کی ذہنی سطح اور معیار کے مطابق درسی کتاب ترتیب دی گئی ہے جب کہ ضمنی یا معاون کتاب کا خاص مقصد انھیں بول چال کی زبان سکھانا ہے۔

ماہرین زبان اور تجربہ کار معلموں نے نہایت آسان وسہل اور دلچسپ وکارآمد اسباق اور ان سے متعلق مواد بڑی محنت سے تیار کیے ہیں تاکہ بچوں کا شوق بڑھے اور وہ ان زبانوں کی طرف راغب ہوں۔ مرتبین کتاب کے ہر رُکن ہمارے امتنان وتشکر کے مستحق ہیں۔ محکمۂ ثانوی تعلیم حکومت بہار کے پرنسپل سکریٹری جناب انجنی کمار سنگھ، ایس. سی. ای. آر. ٹی. کے ڈائرکٹر جناب حسن وارث، بہار اسکول اکزامنیشن بورڈ کے ڈائرکٹر (اکادمک) جناب رگھونش کمار کے ساتھ بہار ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ پٹنہ کے چیئرمین جناب حسنین عالم (آئی. اے. ایس.) کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی سرپرستی ورہنمائی میں کتابوں کی تیاری سے لے کر ان کی طباعت تک کے تمام مراحل بآسانی طے پاسکے۔

ایس. سی. ای. آر. ٹی. کے ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز ڈاکٹر قاسم خورشید اور ٹیچر ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کے صدر جناب سید عبدالمعین نے تمام انتظامی امور میں ہمیشہ حوصلہ افزا شمولیت اور بھرپور تعاون دیا۔ ہم ان دونوں کی منصبی کاوشوں اور مخلصانہ اقدام کے لیے شاکر وممنون ہیں۔ ان دونوں سے متعلق تمام دیگر رفقائے کار بالخصوص جناب امتیاز عالم اور ڈاکٹر سریندر کمار نے ہمہ وقت بچی لگن اور محنت و ہمدردی سے ہمیں وافر سہولیتیں فراہم کیں، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ علاوہ ازیں ایس. سی. ای. آر. ٹی. کے تمام کارمند ہمہ دم خدمت گزاری کے لیے آمادہ رہے، ہم ان سبھوں کو بھی سزاوار تشکر تصور کرتے ہیں۔

معزز اراکینِ نصابی کمیٹی پروفیسر نفیس آفاق اور پروفیسر خورشید جہاں، یکے بعد دیگر صدر شعبۂ فارسی، مگدھ مہیلا کالج، پٹنہ یونیورسٹی اور اصلاح کار کمیٹی کے محترم ارکان پروفیسر (مسز) شمیم اختر، صدر شعبۂ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی و پروفیسر احسان الرحیم برق، صدر شعبۂ فارسی وعربی، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتا نے پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کیا اور حسب ضرورت کارآمد ومفید مشوروں سے نوازا، ان تمام محترم حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہماری منصبی ذمہ داری ہے۔ کتابوں کو مزید دیدہ زیب بنانے کی کاوشوں کے لیے عزیزی شمس الہدیٰ معصوم اور عزیزی محمد معظم احمد کے کمپیوٹر کمپوزنگ کے کام کی سنجیدگی اور تحمل کے لیے ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔

پیش نظر درسی ومعاون کتابوں سے متعلق ہم اساتذہ گرامی، سرپرست حضرات اور دانش جویان عزیز کی مثبت

رایوں اور لائق عمل مشوروں کے منتظر رہیں گے۔ انشاء اللہ ان کتابوں کی دوسری اشاعت میں ان خامیوں اور نقائص کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

با قلب صمیمانہ ہم دعا گو ہیں کہ یہ کتاب متعلمین کی زندگی کو سنوارنے میں معاون ہو اور وہ لوگ اس ملک کے مثالی شہری بن سکیں۔ آمین!

پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم
مرتب اعلیٰ
سابق وائس چانسلر، مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ

نگراں کمیٹی برائے درسی کتاب (فارسی)

زیرِ سرپرستی

جناب حسن وارث، ڈائرکٹر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، بہار

جناب رگھوونش کمار، ڈائرکٹر، (اکادمک) بہار اسکول اکزامنیشن بورڈ (سینئر سکنڈری)، پٹنہ

ڈاکٹر سید عبدالمعین، صدر، ٹیچرس ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، ایس.سی.ای.آر.ٹی، بہار

ڈاکٹر قاسم خورشید، صدر، لینگویجز ڈپارٹمنٹ، ایس.سی.ای.آر.ٹی، بہار

مرتبین

مرتب اعلیٰ

پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم، سابق وائس چانسلر، مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ

پروفیسر بلقیس آفاق صاحبہ، ریٹائرڈ صدر شعبۂ فارسی مگدھ مہیلا کالج، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

پروفیسر خورشید جہاں صاحبہ، ریٹائرڈ صدر شعبۂ فارسی مگدھ مہیلا کالج، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

معاونینِ مرتب

محمد ولی اللہ، سابق استاذ فارسی، سنٹرل کریمیہ ہائی اسکول، جمشید پور

محمد مسعود عالم، انچارج پرنسپل، عبدالقدوس میموریل گرلس کالج، پھلواری شریف، پٹنہ

انوار محمد عظیم آبادی، مدیر، ماہنامہ نور مصطفےٰ، پٹنہ

شوکت جمال، مدرسہ رضویہ، مغل پورہ، پٹنہ سیٹی، پٹنہ

شمس الہدیٰ معصوم، استاد، ایم.ایس. رام پور، ہری شنکر پور، اررریہ

نظرِ ثانی:

پروفیسر شمیم اختر صاحب، صدر شعبۂ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی

پروفیسر احسان کریم برق، صدر شعبۂ فارسی و عربی، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتا

اکادمک تعاون:

امتیاز عالم، لکچرر، لینگویجز ڈپارٹمنٹ، ایس.سی.ای.آر.ٹی، بہار

ڈاکٹر سریندر کمار، لینگویجز ڈپارٹمنٹ، ایس.سی.ای.آر.ٹی، بہار

اکادمک کنوینر:

جناب گیان دیومنی ترپاٹھی، ماہر تعلیم

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

فہرست عنوانہا

نمبر شمار	عنوانہا	نویسندہ	صفحات
	بخش نثر		
۱-	زندگی نامہ: ھادیٔ اعظم	یکی از عاشقانِ رسول ﷺ	۴
۲-	حکایت: (۱) عروسیٔ رستم	ماخوذ از فارسی سوم دبستان ایران	۱۱
	(۲) تشنگیِ علم	ماخوذ از ''آزفا'' جلد ۳	۱۶
۳-	مضمون: (۱) زبانِ فارسی	مرتبین	۲۴
	(۲) جُغد	ماخوذ از نصاب فارسی کتاب دوّم گجرات	۲۸
۴-	خطوط: (۱) برادرم شہباز	مرتبین	۳۲
	(۲) رفیقِ دیرینہ	مرتبین	۳۷
۵-	داستان کوتاہ: شبان و گوسفند	ماخوذ از قابوس نامہ	۴۵
۶-	مکالمہ نگاری: مکالمہ	مرتبین	۴۹
	بخش نظم		
۷-	مناجات	نظامی گنجوی	۵۹
۸-	نعت	شاہ ظہور الحق ظہور	۶۴
۹-	غزل (۱)	رودکی سمرقندی	۷۰
	(۲)	امیر خسرو دھلوی	۷۴
	(۳)	شاہ فرد پھلواروی	۸۰

۱۰- نظم (۱) مادر	ایرج مرزا	۸۸
(۲) شرط نیک نامی	پروین اعتصامی	۹۴
۱۱- مثنوی: فوائد خدمت	مولانا روم	۱۰۲
۱۲- قطعات: (۱) و (۲)	شیخ سعدی شیرازی	۱۰۸، ۱۱۰
۱۳- رباعیات (۱) و (۲)	بابا طاهر عریان	۱۱۴، ۱۱۵
۱۴- رباعیات (۱) و (۲)	بابا افضل کوہی	۱۱۹، ۱۲۰

بخش نثر

زندگی نامہ

سوانح لفظ ''سانحہ'' کی جمع ہے، جس کے معنی حادثہ یا واقعہ کے ہیں اور عام طور پر اس سے ناپسندیدہ واقعہ مراد لیا جاتا ہے۔ اردو میں کسی کی زندگی کے حالات و واقعات بیان کرنے کو سوانح نگاری کہتے ہیں لیکن فارسی میں اس مطلب کے لیے لفظ ''زندگی نامہ'' کا استعمال کرتے ہیں جو زیادہ مناسب اور درست ہے۔

هادی اعظم

حضرت محمد مصطفی ﷺ انسانهای گم گشته راه را براهِ راست آورده ذهن انسانی را از زنجیرهای اوهام آزادی بخشیدند. وی نجات دهندهٔ همه اقسامِ اسیری بنی نوع بشر بوده و میان انسانها مساوات کامل برقرار کردند.

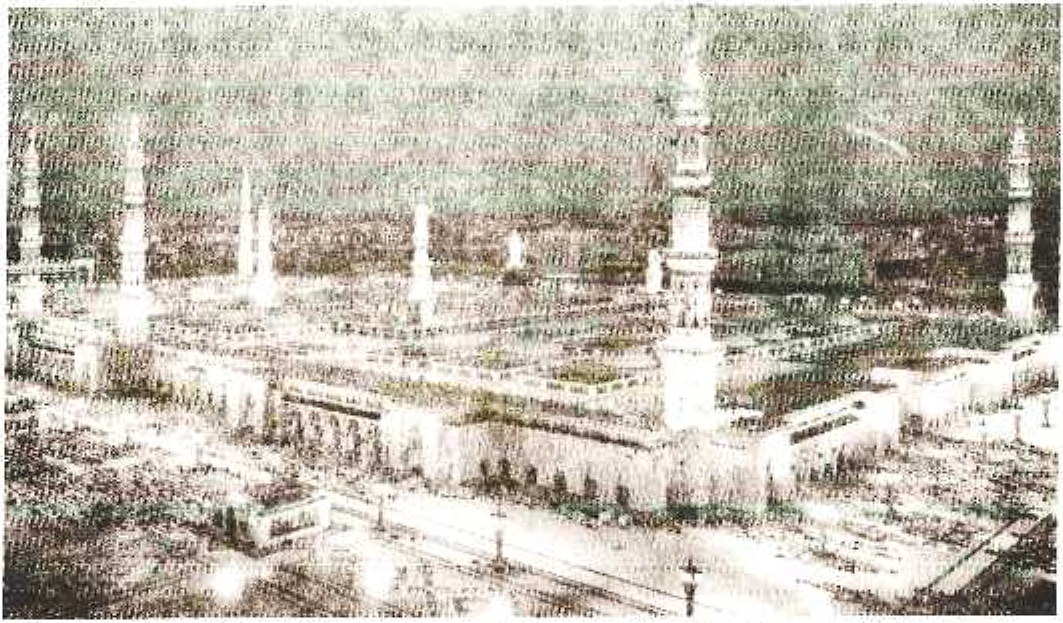

میانِ قبایلِ عرب هاشمیان محترم بودند. عبدالله، خوردترین پسر عبدالمطلب، یکی از بزرگانِ قبیله هاشمی بوده و همسرش حضرت آمنه رض نام داشت. دورانِ حمل آمنه رض، عبدالله ازین جهان بگذشت و بیستم ماهِ آوریل (اپریل) پنج صد و هفتاد و یک میلادی (عیسوی) بروزِ دوشنبه وی را فرزندی زاده شد که نامش محمد (ﷺ) داشتند. در عمر ششسالگی مادرش هم این جهان را وداع گفت و یک سال پس ازان پدرِ پدرش عبدالمطلب نیز درگذشت. پس

ازان برادرِ پدرِ محمد (ﷺ) که نامش ابوطالب بود، وی را پرورانید۔ محمد (ﷺ) از همان دوران کودکی صابر و شاکر، نیک دل، پاکیزه اخلاق و صادق و امین بوده اند۔

محمد (ﷺ) از آغاز، در غارِ حرا که نزدِ مکه است، عبادت خدای واحد در تنهائی گوشه همی کردند۔ در چهل سالگی اعلان نبوت فرمودند و از همان روز تبلیغِ دینِ اسلام آغاز کردند۔ ازین سبب اهلِ قریش وی را بسیار اذیت ها دادند تا وی از طریقِ دینِ الٰہی برگشته بشود۔ ولی آنحضور (ﷺ) ازین کارِ خدا هیچ گونه انحراف نکردند۔ پس از برداشتنِ مصائب گوناگون از مکّه به مدینه هجرت کردند۔ سال هجری ازین سال به شمار آورده شده است۔

گذشته از جنگ های با مکّیان همراهِ ده هزار صحابه از مدینه بر مکّه حمله آور شدند و بدونِ هیچ کشت و خون ریزی فتح بر آنها یافتند و تمامی مظالم و ستم های پارینه را یکسر فراموش کردند و اعلانِ عفوِ عام نمودند۔ سرانجام مردمان از هر جانب برای قبولِ دینِ اسلام جوق در جوق شتافتند۔

رسولِ پاک بسالِ دهمین هجری عازمِ سفرِ حج شدند و باین موقع خطبه ای ارشاد فرمودند که مغز و خلاصۂ تعلیماتِ اسلامی بوده۔ برای مساواتِ عام تلقین نمودند و فقط اعمالِ صالح و نیک را معیار و میزانِ بزرگی قرار دادند۔ حقوقِ زنان را برمردمان لازم نمودند و غلامان را آزاد ساختند و نصائح برای پرستیدنِ خدای واحد و عبادات و صوم و صلوٰة و اخلاقِ حسنه تاکید کردند۔ پس ازین حج که حجۃ الوداع می گویند، بتاریخ بیست و هفتم ماهِ مه (مئی) سال ششصد و سی و دو میلادی (عیسوی) با خالقِ حقیقی واصل گشتند۔

هر یک از لحاتِ زندگانی پیغمبرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برای انسانهای دنیا سزاوار تقلید و پیروی و موجب خیر و برکت هر دو جهان است۔

(یکی از عاشقان رسول ﷺ)

ADIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

مشکل الفاظ کے معانی

ھادی	=	ہدایت کرنے والا، راہِ راست پر لانے والا
اعظم	=	سب سے بڑا
گم گشتہ راہ	=	راستہ بھولا ہوا، بھٹکا ہوا
اوھام	=	وہم کی جمع، وسوسہ، فاسد خیال
نجات دہندہ	=	چھٹکارہ دینے والا، نجات دینے والا
ھمہ	=	سبھی
اسیری	=	غلامی، قید، گرفتاری
بنی نوع	=	بنی، ابن کی جمع ہے، اصل جمع بنین ہے لیکن اضافت میں آخری ''ی'' اور ''نون'' ہٹا دیتے ہیں۔
نوع	=	قسم
بشر	=	انسان
میان	=	درمیان
مساوات	=	برابری
برقرار کرد	=	قائم کیا
قبائل	=	قبیلہ کی جمع
ھاشمیان	=	مکہ معظمہ کا ایک محترم قبیلہ ھاشمی کی جمع
خوردترین	=	سب سے چھوٹا
ھمسر	=	بیوی یا شوہر
بگذشتن	=	فوت کرنا، گزرنا۔ اس میں ب زائد ہے۔
زادہ شد	=	ولادت پائی، پیدا ہوئے
وداع گفتن	=	رخصت ہونا
پدرِ پدرش	=	دادا

نیز، ھم = بھی

درگذشتن = وفات پانا

پروانیدن = پرورش کرانا

ھمان = اُسی

کودکی = بچپن

صابر = صبر کرنے والا

اذیت = تکلیف

شاکر = شکر ادا کرنے والا

برگشتن = پھر جانا

صادق = سچ بولنے والا

انحراف = نافرمانی کرنا، پھر جانا

امین = دوسروں کی چیزوں کی حفاظت کرنے والا

غارِحرا = مکہ کے پاس حرا نامی پہاڑ میں ایک کھوہ، غار، جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اس وحی کا پہلا لفظ ہے: اقرأ = پڑھو

نزد = نزدیک

مکہ = سعودی عرب کا ایک شہر، جہاں خانۂ کعبہ واقع ہے

مدینہ = سعودی عرب کا ایک شہر جہاں رسول اکرم کا مزارِ اقدس ہے

ھجرت = ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جانا (مراد ہے ہجرت کرکے رسول پاک کا مکہ سے مدینہ تشریف لانا)

بہ شمار آوردن = شمار میں لانا، شمار کرنا

گذشتہ = گزرا ہوا

بدون = بغیر

پارینہ = پرانا

یکسر	=	بالکل
عفوِ عام	=	عام معافی
سرانجام	=	آخرکار
شتابِ فتند	=	دوڑ پڑے
عازم	=	ارادہ کرنے والا
مغز	=	خلاصہ
تلقین	=	تعلیم دینا، سمجھانا
اعمالِ صالحہ	=	عمل (کام) کی جمع اعمال، صالحہ = نیک، نیک اعمال
معیار و میزان	=	کسوٹی، ترازو، مراد پرکھنا
اخلاقِ حسنہ	=	اچھے اخلاق
واصل	=	ملنے والا
لمحات	=	لمحہ کی جمع، اوقات
سزاوار	=	لایق
تقلید	=	پیروی کرنا
موجب	=	لایق، ضروری اور لازم کرنے والا
خیر	=	بھلائی، اچھائی

غور کرنے کی باتیں

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی کو بطورِ احترام سیرت النبی ﷺ بھی کہتے ہیں۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مسلمانوں کی نگاہ میں بہت زیادہ محبوب اور محترم ہے۔ اس لیے آپ کے حالات اور سیرت کو پڑھنا، سننا اور لکھنا کارِ ثواب میں داخل ہے۔ اسی لیے آپ کی سیرت اور حیاتِ طیبہ پر

چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کتابیں ہر زبان میں موجود ہیں۔ مضمون نگار نے اپنے مختصر مضمون میں آپ ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات کو سمیٹ لیا ہے۔

- طلبہ کو اس موضوع پر اچھی اچھی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ اپنے پیغمبر آخر الزماں ؐ کی زندگی کو پوری طرح جان سکیں اور آپ ﷺ کے اخلاق پر عمل کر کے اچھے انسان بن سکیں تاکہ معاشرے میں بہتری آئے۔
- فارسی میں ادب و احترام کے پیش نظر صیغہ واحد غائب کے لیے جمع غائب کا فعل لایا جاتا ہے اسی لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جہاں جہاں افعال کا استعمال ہوا ہے جمع غائب کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہی طریقہ اُردو میں بھی رائج ہے۔

معروضی سوالات

۱- لفظ سوانح کا واحد بتائیے۔
۲- رسول پاک ﷺ کی ولادت کب ہوئی؟
۳- رسول پاک ﷺ کی والدہ کا نام بتائیے۔
۴- غارِ حرا کہاں ہے؟
۵- رسول پاک ﷺ کس سال حج کے لیے تشریف لے گئے؟
۶- درج ذیل کے معنی بتائیے۔
پروراندین، گوناگون، اخلاق حسنہ، سزاوار
۷- داخل نصاب مضمون کا خلاصہ لکھیے۔
۸- رسول پاک کی تعلیمات سے اپنی واقفیت ظاہر کیجیے۔

مشق

رسول پاک ؐ کی سیرت پر کتابیں پڑھیے۔

حکایت

حکایت یا قصہ کہنا اور سننا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس لیے حکایتوں اور قصوں کی روایت دنیا کی ہر قوم میں ابتدائے عہد تاریخ سے پائی جاتی ہے۔ ایران میں بھی اس کی روایت عہد قدیم سے پائی جاتی ہے۔ لیکن زیادہ تر ایسے قصے مافوق البشر ہستیوں سے متعلق ہوتے تھے، جن کو داستان کہا جاتا تھا۔ ان داستانوں میں ایک داستان سے دوسری اور دوسری سے تیسری داستان نکلتی رہتی تھی اور یہ سلسلہ بہت دور تک چلتا رہتا تھا۔ داستانِ الف لیلہ اور حاتم طائی اسی طرح کی داستانیں ہیں۔

بعد میں چھوٹی چھوٹی نصیحت آموز کہانیوں کا دور شروع ہوا۔ یہ قصے چھوٹے اور پند آموز ہوتے تھے۔ فارسی میں گلستان، انوار سہیلی وغیرہ میں اسی طرح کی حکایتیں ہیں۔

ایران کے دور مشروطہ اور اس کے بعد فارسی میں جدید کہانیوں کا دور شروع ہوا۔ ایسی کہانیوں کو فارسی میں داستانِ کوتاہ کہتے ہیں۔ داستانِ کوتاہ میں صرف زندگی کے کسی ایک واقعہ کو پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)

عروسی رُستم

روزی رُستم، پہلوانِ دلیرِ ایران، بر رخش نشست و برای شکار بہ صحرا رفت۔ در نزدیکی کشور توران، بہ دشتی رسید کہ گورخر فراوان داشت۔ با شادی بسیار گورخری شکار کرد۔ از خار و خاشاک و شاخہ ھای خشک آتشی افروخت و کبابی پخت و پس از خوردن در سایۂ درختی بہ خوابِ خوش فرو رفت۔

در این وقت چندتن از سوارانِ تورانی کہ از آنجا می گذشتند چون رستم را خفتہ دیدند، رخش را با کوشش بسیار بند آوردند و با خود بردند۔ رستم بیدار شد و ھرچہ بہ اطراف نگریست رخش را ندید، ولی چون جای پای او را می شناخت بہ دُنبالش براہ افتاد تا بہ شہر سَمنگان رسید۔

پادشاہِ سمنگان چون از آمدنِ رستم باخبر شد، او را بہ کاخ خود برد و با مہربانی بسیار از او پذیرایی کرد و قول داد کہ رخش را پیدا کند۔ سپس دختر خود تہمینہ را نیز بہ او داد۔ رستم از این پیشامد بسیار خوشحال شد۔ چون ھم با تہمینہ، دختر زیبای شاہ سمنگان، عروسی کرد و ھم رخش را بدست آورد۔ رستم آن شب را در سمنگان گذراند۔ چون صبح شد مُہرہ ای بہ یادگار بہ تہمینہ داد و او را وداع کرد۔ سپس از شاہ سپاس گزاری کرد و بر رخش نشست و چون باد بہ سوی سیستان تاخت۔

(ماخوذ از فارسی سوم دبستان ایران)

DIEL SOLUTIO PATNA

مشکل الفاظ کے معانی

عروسی	=	شادی
رَخش	=	رستم کے گھوڑے کا نام، سفید و سرخ رنگ کا گھوڑا
صَحرا	=	جنگل
کِشور	=	مُلک
دشتی	=	ایک جنگل (دشت + ی)
گورخر	=	گدھے جیسی شکل کا جنگلی جانور، جس کا جسم پیلا ہوتا ہے اُس پر سیاہ ڈور کی لکیریں ہوتی ہیں۔
خار	=	کانٹا، ناگوار
خاشاک	=	کوڑا کرکٹ
آتشی افروخت	=	آگ روشن کیا
تن	=	جسم، بدن
می گذشتند	=	گذر رہے تھے
بردند	=	لے گئے
نگریست	=	دیکھا
جای پائی	=	پیر کے نشان
شناخت	=	پہچان، پہچانا
دنبالش	=	دنبال + ش، دنبال = پیچھے، ش = اس کا = اس کے پیچھے کسی چیز کا پیچھا کرنا، دُم، پونچھ، یہاں اس سے مراد گھوڑے کا پیچھا کرنا ہے۔
براہ افتاد	=	راستہ اختیار کیا، چل پڑا
سپس	=	اس کے بعد
سمنگان	=	ایران کا ایک شہر
کاخ	=	محل، بلند عمارت
تاخت	=	دوڑایا

غور کرنے کی باتیں

❖ فردوسی کو ایران کا قومی شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ محمود غزنوی کے عہد سے اس کا تعلق تھا۔ فارسی ادب کا وہ باکمال شاعر گزرا ہے، جس کے بغیر فارسی ادب کی تاریخ نامکمل سمجھی جاتی ہے۔ اس نے شاہنامہ جیسی لازوال تصنیف پیش کر کے عالمی ادبیات میں فارسی زبان کی نمایندگی کی اور فارسی ادب کو لازوال خزانہ دیا۔ تاریخ ادبیات ایران میں ڈاکٹر رضا دادہ شفق لکھتے ہیں کہ "فردوسی کا سنہ ولادت صحیح طور پر تو معلوم نہ ہو سکا۔ ہاں شاہنامہ کے اختتام کے ضمن میں جو اشارے ملے ہیں ان کی روشنی میں قیاس آرائی کی جا سکتی ہے کہ وہ ۳۲۳ھ یا ۳۳۰ھ کے قریب پیدا ہوا۔ فردوسی کا تخلص فردوسی اور نام ابوالقاسم ہے۔ ولدیت کے سلسلے میں مختلف رائیں ہیں۔ نظامی عروضی سمرقندی کی کتاب چہار مقالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ طوس میں باژ گاؤں میں پیدا ہوئے اور والد کا نام علی تھا۔ شاہنامہ کے اشعار اور چہار مقالہ کی تحریر سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ فردوسی دیہات کا رہنے والا تھا۔ دھیرے دھیرے مختلف علموں کو حاصل کیا۔ فردوسی کی زندگی کا آخری دور بہت مفلسی اور شکستہ حالی میں گزرا۔

طوس میں فردوسی کا مقبرہ

❖ "عروسی رستم" میں شاہنامے کی منظوم حکایت کو مختصر طور پر نثر میں پیش کیا گیا ہے۔ اس حصے میں رستم کی شادی کا حال بیان ہوا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز رستم گھوڑے پر (جس کا نام "رخش" تھا) بیٹھ کر شکار کے لیے توران ملک کے نزدیک ایک جنگل میں گیا جہاں گورخر کافی تعداد میں تھے رستم نے بہت سارے گورخروں کا شکار کیا اور خشک ٹہنیوں اور گھاس پات اور کانٹے سے آگ جلا کر کباب تیار کیا، شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر ایک درخت کے نیچے آرام سے گہری نیند سو گیا۔

اسی درمیان تورانی سپاہیوں کا ایک دستہ اس جگہ سے گزرا جب رستم کو گہری نیند میں سوتا ہوا دیکھا تو رخش گھوڑے کو بہت دشواری کے ساتھ اپنے قبضے میں کیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ رستم کی نیند کھلی تو چاروں طرف دیکھا لیکن گھوڑے کو نہیں پایا۔ گھوڑے کے پیر کے نشانات جگہ جگہ ملے، رستم ان نشانوں کے سہارے چلتے ہوئے شہر سمنگان تک پہنچ گیا۔

بادشاہ سمنگان کو رستم کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ اُسے خود اپنے محل میں لے گیا اور خوب خاطر و تواضع کی اور وعدہ کیا کہ رخش کو ڈھونڈ لیا جائے گا۔ اپنی بیٹی تہمینہ کو رستم کے حوالے کر دیا۔ رستم اس پیش کش سے کافی خوش ہوا۔ جب شاہ سمنگان کی خوبصورت لڑکی تہمینہ سے اُس کی شادی ہوگئی اور اپنا گھوڑا رخش بھی اُسے مل گیا تو رستم نے وہ رات سمنگان میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو یادگار کے طور پر ایک مہرہ کا تحفہ تہمینہ کو پیش کیا اور بادشاہ کا شکرگزار رہا۔ پھر اپنے گھوڑے رخش پر سوار ہو کر ہوا کی مانند سیستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کہانی سے رستم کی بہادری اور وطن پرستی کے ساتھ شکار کے شوق کا علم ہوتا ہے۔ اُس کی شادی کس سادگی کے ساتھ ہوئی اس سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔

❖ عہد قدیم سے ایران میں شاہنامہ لکھنے کا رواج موجود ہے۔ بادشاہوں، وزیروں، پہلوانوں، سرداروں، عالموں، فاضلوں کے کارنامے ہمیشہ ضبط تحریر میں لائے جاتے رہے ہیں۔ ایرانیوں کو اسلاف کے حالات زندگی لکھنے کا بڑا شوق تھا۔ جو آگے چل کر ایرانی ادب کا جزو بن گیا۔ فردوسی نے اپنے عہد تک کا مکمل شاہنامہ نظم کیا ہے۔ شاہنامہ کی بنیاد روایتی داستانوں پر رکھی گئی ہے۔

شاہنامہ کی ابتدا میں حمد و نعت اور صحابہ کی تعریف میں جو شعر کہے گئے ہیں وہ معنی و مطالب کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایرانی بادشاہوں کی داستان شروع ہوتی ہے۔ ابتدا میں ''کیومرث'' کا ذکر آتا ہے جو ایران کا پہلا داستانی بادشاہ کہا جاتا ہے۔ آخر ہوتے ہوتے پچاس بادشاہوں کا ذکر آتا ہے۔ قدیم شاہانہ دور میں پہلوانوں کی لڑائی اور شجاعت کا ذکر بھی بڑے فنکارانہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔

شاہنامہ کا سب سے بڑا حصہ ''کیکاؤس'' کے دورِ حکومت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس بادشاہ کے عہد میں ہی رستم و سہراب کی شجاعت کے واقعات ملتے ہیں۔ شاہنامہ رزمیہ شاعری کی بہترین مثال ہے اس میں تقریباً ساٹھ ہزار اشعار ہیں۔

معروضی سوالات

۱- ایران کا قومی شاعر کسے تسلیم کیا جاتا ہے؟
۲- فردوسی کا اصل نام کیا ہے؟
۳- فردوسی کی ولادت کس گاؤں میں ہوئی؟
۴- فردوسی کی تصنیف کا کیا نام ہے؟
۵- فردوسی کا آخری دور کیسا گزرا؟
۶- فردوسی کے والد ماجد کا نام کیا ہے؟
۷- شاہنامہ فردوسی میں سب سے پہلے کس بادشاہ کا ذکر آتا ہے؟
۸- ایران کا پہلا داستانی بادشاہ کون ہے؟
۹- شاہنامہ کا بیشتر حصہ کس کے دورِ حکومت پر روشنی ڈالتا ہے؟
۱۰- شاہنامہ میں کتنے اشعار ہیں؟
۱۱- شاہنامہ میں کتنے بادشاہوں کا ذکر آیا ہے؟
۱۲- رُستم کے گھوڑے کا رنگ کیا تھا؟
۱۳- رُستم شکار کے لیے کس ملک کے جنگل میں گیا؟
۱۴- رُستم کی شادی کس بادشاہ کی لڑکی سے ہوئی؟
۱۵- رُستم کی شریک حیات کا نام بتایئے۔
۱۶- رُستم اپنے گھوڑے کو لے کر کہاں گیا؟

تفصیلی سوالات

۱- فردوسی کے حالات زندگی پر روشنی ڈالیے۔
۲- فردوسی کے شاہنامہ پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
۳- حکایتِ عروسی رُستم کا خلاصہ لکھیے۔

مشق

۱- اس حکایت میں سمنگان اور سیستان شہروں کے نام آئے ہیں ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔
۲- اس حکایت سے فعل ماضی مطلق کو چنیں اور انھیں مضارع میں تبدیل کریں۔
۳- مندرجہ ذیل افعال کے مصادر لکھیے:

گریست شناخت گزشتند آورد دیدند افروخت

(۲)

تشنگیِ علم

ابو ریحان البیرونی

مردی پیر که سالهای زندگیش به هفتاد و هشت رسیده بود، در رختِ خوابِ ناخوشی، آخرین دمهای عمر را می گزرانید. خویشانش با چشم های اشکبار نگرانِ حالِ او بودند. هنگامی که نفَس وی بشمار افتاد، یکی از دوستانش که عالم بود بر بالین او حاضر گشت و با غمی فراوان حال وی را پرسید. مرد مریض با واژه های بریده و کوتاه از یار عالم خود تقاضا کرد که یکی از مسئله های علمی را که وقتی با او درمیان گزاشته بود، دوباره بگوید. عالم گفت: ''ای یار عزیز، حالا در چنین وضعیت ناتوانی چه جای این سوال است؟'' ناخوش با ناراحتی جواب داد: ''کدام یک ازین دو خوبتر است، این مسئله را بدانم و در گزرم یا نادانسته و نادان بمیرم؟'' مرد عالم مسئله را دوباره گفت بعداً از جای بلند شد و یار ناخوش را ترک کرد. هنوز چند گامی دور نشده بود که شیون از منزلِ مریض بلند شد و وقتی که پریشان برگشت، مریض چشم از دنیا بسته بود. مردی که در لحظهٔ مردن هم تشنهٔ یادگیری و کسب علم بود، ابو ریحان بیرونی بود.

(ماخذ ''آزفا'' ج ۳، به تلخیص و تصرف)

مشکل الفاظ کے معانی

تشنگی = پیاس

پیر = بوڑھا

زندگیش (زندگی + اش) = اس کی زندگی

هفتاد = ستر (۷۰)

هفتاد و هشت = اٹھہتر (۷۸)

رخت خواب = بستر

ناخوشی = بیماری

رختِ خوابِ ناخوشی = بستر علالت

دَم = لمحہ، سانس

آخرین دمهای عمر = زندگی کے آخری لمحات یا آخری سانسیں

دَم گزرانیدن = سانس لینا

خویشان = رشتہ دار، اپنے لوگ

چشم های اشکبار = روتی ہوئی آنکھیں، آنسو بہاتی آنکھیں

نگرانِ حال او بودند = اس کا حال دیکھ رہے تھے

هنگام = وقت، زمانہ

هنگامی که = جب، جس وقت

نَفَس = سانس، (جمع: انفاس)

وی = وہ

نفس بشماره افتادن = سانس اُکھڑنے لگنا، چند سانس رہ جانا

یار = دوست

بالین = سرہانہ، تکیہ

فراوان	=	زیادہ
باغمی فراوان	=	بہت ہی غم کے ساتھ، انتہائی دکھ کے ساتھ
واژه	=	لفظ، کلمہ
واژه هاى بریده	=	ٹوٹے ٹوٹے الفاظ
کوتاه	=	چھوٹا
تقاضا	=	خواہش، مطالبہ
درمیان اوگذاشته بود	=	اس کے سامنے پیش کیا تھا
حالا	=	اس وقت، اب
چنین	=	ایسا
وضعیت	=	حالت، کیفیت
ناتوانی	=	کمزوری
جای	=	موقع، جگہ
چه جای این سوال ست؟	=	اس سوال کا کیا موقع ہے؟
ناخوش	=	بیمار
ناراحتی	=	تکلیف، بے چینی، مراد ہے ایک قسم کی ناگواری
کدام	=	کون
کدام یک از این دو	=	ان دونوں میں سے کون، یہاں مراد ہے کونسی بات
خوب تر (خوب + تر)	=	بہ + تر = بہتر، زیادہ اچھا
درگذشتن	=	مرنا، دنیا سے گزر جانا
نادانسته و نادان	=	بغیر جانے ہوئے اور بغیر سمجھے ہوئے، مراد ہے لاعلمی اور جہالت کے ساتھ
بعداً	=	اس کے بعد
از جا بلند شدن	=	اپنی جگہ سے اٹھنا، کھڑے ہونا
ترک کردن	=	جدا کرنا، چھوڑنا

یار ناخوش را ترک کرد	=	مراد یہ ہے کہ بیمار دوست کو الوداع کہا، اس سے رخصت ہوا
ھنوز	=	ابھی، اب تک
گام	=	قدم
شیون	=	رونے کی آواز، گریہ و ماتم
منزل	=	مکان، گھر
پریشان	=	مصیبت زدہ، حیران، مراد ہے حواس باختہ
برگشتن	=	لوٹنا، واپس ہونا
لحظہ سردن	=	مرتے وقت، موت کا لمحہ، آخری وقت
تِشنہ	=	پیاسا، سنسکرت لفظ ترشنا سے بنا ہے
یادگیری	=	سیکھنا
کسبِ علم	=	علم حاصل کرنا

غور کرنے کی باتیں

❖ "تشنگیِ علم" ایک ۸۷ سالہ بوڑھے آدمی کی کہانی ہے، جو بسترِ علالت پر پڑا تھا اور اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔ اس کے رشتہ دار، اس کے پاس جمع تھے اور ان کے چہروں سے غم جھلک رہا تھا کہ اسی دوران، اُس بوڑھے کا ایک عالم دوست اس کی عیادت کے لیے آیا اور اس کا حال پوچھنے لگا۔ اس جاں بلب مریض نے کچھ اور کہنے کی بجائے، ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں، اپنے اس دوست سے، اُس علمی مسئلہ کو ایک بار پھر بتا دینے کا تقاضہ کیا جو کبھی وہ اس کی زبانی سن چکا تھا۔ یہ مطالبہ سن کر اُس عالم دوست نے کہا کہ اس کمزوری کے عالم میں، اس وقت ایسے سوال کا کیا موقع محل ہے؟ یہ سنتے ہی وہ بوڑھا مریض بے چین ہوا تھا اور اُس نے پوچھا کہ ان دو باتوں میں سے زیادہ اچھا کیا ہے؟ اس مسئلہ کو جان لینے کے بعد دنیا سے گزرنا، یا اُسے جانے بغیر دنیا سے چلے جانا۔ بہرحال اس کے عالم دوست نے اُسے وہ مسئلہ دوبارہ بتا دیا اور پھر واپسی کے لیے اُٹھ کھڑا

ہوا۔ ابھی وہ اپنے دوست سے رخصت ہو کر چند قدم ہی چلا تھا کہ گھر سے رونے پیٹنے کی آواز آنے لگی۔ وہ فوراً ہی لوٹا، مگر جب تک وہاں پہنچا، اس وقت تک وہ بیمار بوڑھا، دنیا سے جا چکا تھا۔ یہ ابوریحان بیرونی کے مرض الموت کا قصہ ہے اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ زندگی میں علم حاصل کرنے کا کوئی موقع اور کوئی لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ علم کا حریص ہونا چاہیے اور مہد سے لحد تک علم کی جستجو میں لگے رہنا چاہیے۔

- اس حکایت سے ایک اہم سبق ہی نہیں ملتا ہے بلکہ غور کریں تو کچھ اور باتیں بھی سمجھ میں آسکتی ہیں مثلاً یہ کہ البیرونی کی وفات ۷۸ سال کی عمر میں ہوئی، اس کی وفات کے وقت اس کے رشتہ دار اس کے پاس موجود تھے۔ سب سے آخری شخص جو اس سے ملاقات کے لیے آیا، وہ اس کا ایک عالم دوست تھا۔ جو بات البیرونی کی ''آخری خواہش'' ثابت ہوئی، وہ علمی مسئلہ کو جاننا تھا۔ اس حکایت سے اتنا ہی اندازہ نہیں ہوتا کہ البیرونی حصول علم کا دیوانہ اور حریص تھا بلکہ اس حکایت میں گفتگو کا ایک حصہ یہ بھی بتا دیتا ہے کہ البیرونی کا فلسفیانہ دماغ آخر آخر وقت تک اپنا کام کر رہا تھا اور بیماری کی وجہ سے اس کی آواز چاہے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی مگر بستر مرگ پر بھی وہ دوسروں کو اپنی بات سے قائل کر لینے کی زبردست صلاحیت رکھتا تھا۔
- حکایتیں ہر زمانے میں لکھی جاتی رہی ہیں اور وہ اپنے زمانے کے طرزِ تحریر کا پتہ دیتی ہیں۔ یہ حکایت جدید فارسی زبان میں ہے اور اس سے زبان کے بہت سارے نئے محاورے، جدید الفاظ اور لکھنے کے نئے طرز ہمارے سامنے آتے ہیں مثلاً اس میں بیمار کے لیے ''ناخوش'' اور بیٹھی ہوئی حالت میں، اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہونے کے لیے، ''از جا بلند شدن'' کا استعمال ہوا ہے۔

معروضی سوالات

۱- بوڑھے کی عمر کیا تھی؟

۲- جس بوڑھے کی کہانی لکھی گئی ہے، اس کا نام کیا ہے؟

۳- بوڑھے آدمی کا دوست کون تھا؟

۴- بوڑھے کی عیادت کے لیے سب سے آخری آدمی کون آیا؟
۵- بوڑھے نے آنے والے دوست سے کس بات کا تقاضا کیا؟
۶- لفظ ''دَم'' کا مترادف کیا ہے؟
۷- رونے دھونے کی آواز کو کیا کہتے ہیں؟
۸- ''وضعیتِ ناتوانی'' کا معنی کیا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- ''تشنگیِ علم'' کا خلاصہ لکھیے۔
۲- اس حکایت سے کیا پیغام ملتا ہے؟ بتائیے۔
۳- اس حکایت سے بوڑھے کی شخصیت کے کون کون سے پہلو سامنے آتے ہیں۔
۴- معنی لکھیے:

از جا بلند شدن　　دم گزرانیدن　　نفس بشمارہ افتادن　　درگزشتن

مشق

۱- ابوریحان بیرونی کے حالات جمع کیجیے۔
۲- درج ذیل افعال کے معانی لکھیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔

رسیدہ بود　　می گزرانید　　بگوید　　بدانم　　درگزرم

۳- ''هفتاد'' دہائی کا عدد ہے۔ اس طرح فارسی میں دس سے نوے تک عدد لکھیے اور خانہ پُر کیجیے۔

						هفتاد			صد

ABDEL SOLUTIONS ABSO

مضمون

انسان دوسرے جانداروں کے خلاف اپنے گرد و پیش کی چیزوں کو دیکھتا ہے، تو ان پر غور کرتا ہے۔ ان کی شکل و شباہت، ان کی حرکات و سکنات، ان کی افادیت اور نقصانات، ان کے حصول کے طریقے اور مضر اشیا سے بچنے کے ذرائع، یہ سب باتیں اس کے ذہن میں آتی ہیں اور جب وہ ان سب کو قلمبند کرتا ہے تو یہی تحریر مضمون کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان کے دل میں مرئی یا غیر مرئی چیزوں کو دیکھ کر جو تاثرات پیدا ہوتے یا جو خیالات پروان چڑھتے ہیں، انھیں کو مختصر الفاظ میں ترتیب کے ساتھ دل نشیں انداز میں پیش کیا جائے تو اسے ''مضمون'' کہتے ہیں۔ مختصر لفظوں میں جس نثری عبارت میں کسی عنوان پر اس کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے دلنشیں پیرائے میں اظہار خیال ہو، جس کو پڑھ کر قاری مطمئن اور متاثر ہو جائے، اس کو ''مضمون'' کہتے ہیں۔

خیالات کے اعتبار سے مضمون کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں:

(۱) معلوماتی (۲) تاثراتی

معلوماتی مضامین کے تحت جمادات، نباتات اور حیوانات پر مضامین آتے ہیں۔ سوانح عمریاں، اقوام و ملل کی تاریخیں، تاریخی عمارات وغیرہ پر مضامین کو حکائی مضامین کہا جاتا ہے۔ تاثراتی مضامین کے تحت ہمدردی، اخوت، حبِ وطن، سخاوت، بزدلی، شجاعت وغیرہ پر مضامین آتے ہیں۔ علمی، معاشی، سائنسی، مذہبی وغیرہ مضامین بھی اسی کے تحت آتے ہیں۔ لیکن ہر ایک کے لکھنے کے اجزاء ترکیبی الگ الگ ہیں۔ مضامین کے تین ہی اجزاء زیادہ اہم ہیں:

(۱) تمہید (۲) تاثرات (۳) تکملہ

اظہار خیال کے لیے مضمون نگاری پر پوری دسترس ہونی چاہیے۔ اسی صورت میں انسان کامیاب مصنف اور انشا پرداز ہو سکتا ہے۔

زمین و آسمان کی تخلیق، انسانوں کی صفت، موسم، فضا وغیرہ پر چند جملے یا کئی صفحات ایسا لکھنا کہ اُس چیز کی مکمل

معلومات ہو۔ اُس کی خوبیاں، خرابیاں، فائدے اور نقصانات سے بھی واقفیت ہو جائے اُسے مضمون کہتے ہیں۔ مضمون کے موضوعات مثلاً آفتاب، گائے، سچائی اور اس قسم کے ہزاروں عنوانات ہو سکتے ہیں۔

مضمون عام طور پر تین حصوں میں ہوتا ہے پہلے حصے میں عنوان سے واقفیت کرائی جاتی ہے، دوسرے حصے میں اس کی حالت وکیفیت، فائدے اور نقصانات وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے اور آخر میں پوری گفتگو کا نچوڑ پیش کیا جاتا ہے۔

مضمون لکھنے کا فن دنیا کی تمام زبانوں میں رائج ہے۔ اس سے عام لوگوں کی واقفیت میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ تلاش کرنے والوں کے لیے ایک بنیاد بنا کرتا ہے۔

(۱)

زبانِ فارسی

فارسی زبانی است کہ امروز بیشتر مردمانِ ایران و افغانستان و تاجیکستان وقسمتی از هند و پاک وترکستان بدان زبان سخن می گویند و نامہ می نویسند و شعری سرایند۔

زبان فارسی یکی از مہم ترین زبانہای جہان و از شاخہای قدیم زبانِ اصلی هند و اروپائی است و ادبیاتی دارد کہ تاریخ آن کما بیش بہ دو ہزار و پانصد سال می رسد۔ زبان ایرانِ قدیم دو لغت داشت۔ یکی اوستائی کہ کتاب اوستا بدان نوشتہ و دیگر پارسی ای باستان کہ سنگہای نبشتہ بدان زبان یافتہ می شود۔

جملہ ھای اِوستا و فارسی باستان بہ طورِ کلّی سادہ و مفید معنی و بی تکلف است۔ پارسی باستان بہ مرورِ زمان تحولاتی برخورد و از حیث قواعد و تلفظ سادہ تر گردید و پہلوی نامیدہ می شد و کتب بسیار در مضامین گوناگون دارد۔ زبانِ پہلوی با زبان فارسیٔ کنونی قربت دارد۔ زبان نظم و نثر بعد از اسلام وسعت یافت و بہ اوجِ ترقی رسید و صدھا شعرا و نویسندگان و دانشمندان بزرگ و نامی ظہور کردند۔

(مرتبین)

مشکل الفاظ کے معانی

مہم	=	اہم
زبانی (زبان+ی)	=	ایک زبان
امروز	=	آج

السنہ (جمع: لسان)	=	زبانیں
کما بیش	=	تقریباً، کم و بیش
باستان	=	قدیم
مُرور	=	رفتار
مشروطیت	=	آئینی حکومت
مردمان	=	مردم کی جمع، لوگوں
دو ہزار و پانصد	=	ڈھائی ہزار
لغت	=	فرہنگ، ڈکشنری
اوستا	=	پارسیوں کی مقدس مذہبی کتاب کا نام، اس زبان کا نام بھی اوستا ہے
سنگہائی نبشتہ	=	پتھروں پر کھودی ہوئی تحریریں

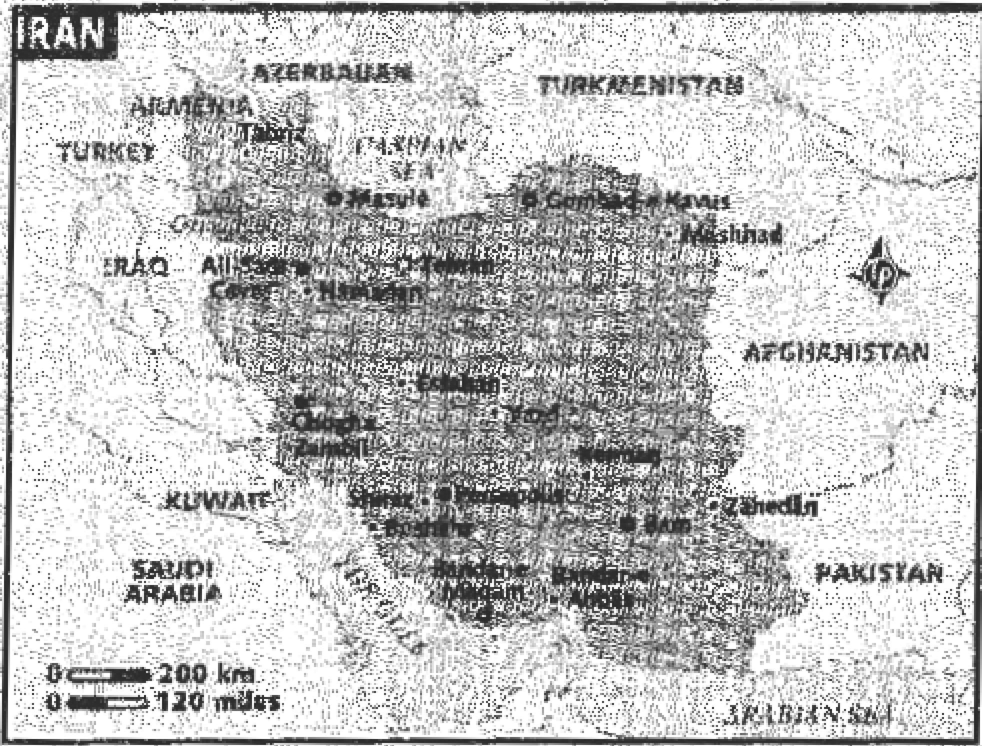

غور کرنے کی باتیں

- قدیم ایران کی زبان منصرف زبانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اور اس کا تعلق ہند و اروپائی زبان سے ہے، جس سے دنیا کی بہت سی مشہور زبانیں نکلی ہیں۔ قدیم ایرانی زبان کی کئی شاخیں ہیں۔ ان میں مشہور ترین زبان وہ ہے جو ہخامنشی کے دور کی فارسی قدیم یا فارسی باستان کہلاتی ہے۔ اس زبان میں بادشاہوں نے اپنے مکتوبات اور کتبے لکھے ہیں۔
- دوسری زبان اوستا ہے جس میں زرتشت کی مذہبی کتاب ہے جس کا نام بھی اوستا ہے۔ اصل میں یہ قدیم ایران کی زبان کی ایک شاخ ہے۔ یہ زبان ایران کے شمال میں مروّج تھی اور زیادہ تر مذہبی رہنماؤں اور مقدس کتابوں کی زبان تھی اس کے آثار کتبوں وغیرہ پر نہیں ملتے۔
- پہلوی زبان قدیم فارسی کی ایک شاخ ہے یعنی قدیم پارسی کلمات اور کلام کی ترکیب میں زمانے کے ساتھ ساتھ جو تبدیلیاں ہوئیں وہ پہلوی زبان کی صورت میں نمودار ہوئیں بالکل اسی طرح جیسے خود پہلوی بھی بتدریج موجودہ فارسی میں بدل گئی ہے اس لحاظ سے اس زبان کو پہلوی کی بجائے درمیانی فارسی بھی کہتے ہیں۔
- جیسے جیسے دُنیا ترقی کرتی رہی ویسے ویسے فارسی زبان کی بھی ترقی ہوتی رہی۔ موجودہ دور میں فارسی زبان دنیا کی ایک اہم زبان مانی جاتی ہے۔ یہ زبان کم وبیش ڈھائی ہزار سال پرانی ہے۔ فارسی زبان نے اسلام کے بعد کافی ترقی کی اس دور میں قدیم فارسی زبان دوسو سال کی گمنامی کے بعد موجودہ فارسی کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اس عہد میں شاعروں نے فارسی زبان میں شعر کہنے شروع کیے اور لکھنے والوں نے فارسی نثر کا آغاز کیا۔ الغرض اس دور میں کئی نامور شعرا و انشاء نگار پیدا ہوئے اور فارسی زبان کی ترقی میں کلیدی رول ادا کیا۔ چنانچہ اس زمانے کے مشہور لکھنے والوں کا تذکرہ اور نام محفوظ ہے۔ موجودہ عہد میں یہ زبان برصغیر کے علاوہ روس سے الگ ہوئے تقریباً سبھی ممالک اور ایران میں بیشتر حصوں میں بولی جاتی ہے۔

معروضی سوالات

۱- کن کن ملکوں کے لوگ فارسی زبان بولتے ہیں؟

۲- فارسی زبان کس زبان کی شاخوں میں ہے؟

۳- فارسی زبان کی تاریخ کتنے برسوں کی ہے؟
۴- قدیم فارسی میں زمانے کی رفتار سے جو تبدیلیاں ہوئیں اس زبان کا نام کیا ہے؟
۵- ہخامنشی دور کی فارسی کو کیا کہتے ہیں؟
۶- زرتشت کی مذہبی کتاب کا کیا نام ہے اور اس کی زبان کیا ہے؟
۷- کس دور میں شاعروں نے فارسی میں شعر کہنا شروع کیا؟

تفصیلی سوالات

۱- فارسی زبان پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
۲- فارسی قدیم پر چند جملے لکھیے۔
۳- پہلوی زبان پر چند سطور لکھیے۔
۴- اوستائی زبان پر روشنی ڈالیے۔

مشق

۱- پہلوی دور کے نامور بادشاہوں کے نام بتائیے۔
۲- مندرجہ ذیل مصادر سے فعل امر بنائیے:

گفتن رفتن خواندن یافتن گزیدن بردن

ARDIEL SOLUT ABSC PATNA

چُغد

چغد پرنده ایست کہ در شب می پرد۔ ما او را در روز نمی بینیم ۔ او را بُغد و بوم نیز می گویند۔ بواسطۂ تابشِ آفتاب در روز بخوبی نمی بیند و نیم کور بشود۔ ازین سبب روزها در سوراخہای دیوار یا میانِ شاخہای درختان می خزد و خود را از نظر مردمان پنہان می سازد۔ چون آفتاب غروب شود و هوا تاریک شود بیرون می آید و بہ هر طرف می پرد و پرندۂ یا موشی پیدا کردہ می خورد۔ چشم او در شب تاریک می بیند۔ وقتی کہ می پرد بالہای او صدا نمی دهد۔ ازین جہت پرندگان و موشہا او را نمی بینند و او آنہا را می گیرد و می خورد۔ ہمہ پرندگان او را می شناسند۔ اگر در روز او را می یابند دورِ او جمع شدہ با چنگ های خود او را تنگ می زنند و آن بیچارہ آنہا را نمی بیند۔ ولی چون تاریکی رسد بر آنہا حملہ آورد و از چنگ های آنہا خود را بِرهاند۔

(ماخوذ از نصاب فارسی کتاب دوّم، گجرات)

مشکل الفاظ کے معانی

چُغد	=	اُلو
می پرد	=	اُڑتا ہے
نمی بینیم	=	نہیں دیکھتا ہے

بوم	=	اُلّو، مترادف: چغد
نیز	=	بھی
نیم	=	نصف، آدھا، ادھورا
تابش	=	چمک، گرمی
راست	=	سچا
پنہاں	=	چھپانا
ھوا	=	بادل، ابر، فضا
موشی	=	چوہا (موش + ی = ایک یا کوئی چوہا)
پیدا کردہ	=	تلاش کر کے
بالہای	=	پنکھے، ڈینے
صدا	=	آواز
دور	=	اِردگرد
چنگ	=	پنجہ
نک	=	چونچ

غور کرنے کی باتیں

❖ پیش نظر مضمون کا عنوان ''چغد'' ہے جس کے معنی اُلّو کے ہیں۔ اُلّو کے دن رات کے حرکات وسکنات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ وہ اندھیری رات میں اُڑتا ہے کیوں کہ دن میں اُسے دکھائی نہیں دیتا ہے۔ اُلّو دیوار کے سوراخوں اور درختوں کی شاخوں کے درمیان اپنا گھونسلا بناتا ہے اور لوگوں کی نظروں سے چھپا رہتا ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو اپنے گھونسلے سے باہر آتا ہے اور اپنا شکار تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اُلّو اپنا شکار اپنے مضبوط پنجے کے ذریعہ کرتا ہے، جس کی وجہ سے چوہے و پرندے آسانی کے ساتھ پکڑ میں آجاتے ہیں۔ کبھی پرندے اُلّو کو پہچانتے ہیں اگر پرندے اُلّو کو نہیں دیکھ پاتے ہیں تو وہ فوراً اپنے مضبوط پنجے سے ان کا

شکار کر لیتا ہے۔ لیکن اگر دن میں دکھائی دیتا ہے تو دوسرے پرندے اس کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پنجوں اور چونچوں سے اس پر حملہ کرتے ہیں۔ اور جب تاریکی ہو جاتی ہے تو وہ جوابی حملے کر کے خود کو آزاد کر لیتا ہے۔

معروضی سوالات

۱- اُلو کیوں دن میں باہر نہیں آتا ہے؟

۲- دن میں وہ کہاں رہتا ہے؟

۳- رات میں وہ کیا کرتا ہے؟

۴- اُلو اپنا شکار کس عضو سے کرتا ہے؟

۵- کیا پرندے اُسے پہچانتے ہیں؟

۶- اُلو دن میں کس سے چھپا رہتا ہے؟

۷- غروب آفتاب کے بعد وہ کیا کرتا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- مضمون ''چُغد'' کی تعریف لکھیے اور وضاحت کیجیے۔

۲- اُلو کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۳- اُلو اور دوسرے پرندوں کے درمیان فرق ہے، چند جملے بیان کیجیے۔

مشق

۱- درج ذیل الفاظ کے مصادر لکھیے:

می پرد	نمی بینیم	می گویند	می خزد
می سازد	نمی دہد	می خورد	می شناسد

۲- اپنی پسند سے کسی عنوان پر مضمون لکھیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔

خطوط

نامہ، مکتوب اور خط جیسے الفاظ بالکل ہی عام فہم ہیں۔ خط لکھنے والا مکتوب نگار اور جسے خط لکھا جائے وہ مکتوب الیہ کہلاتا ہے۔ خط لکھنا ایک فن ہے فارسی میں اس فن پر اہم کتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور اس فن کے بہت سے ماہرین بھی گزرے ہیں۔ اس زبان میں بہت ساری شخصیتوں کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ خطوط موجود ہیں جو تاریخی اور دستاویزی اہمیت کے حامل ہیں۔ ''نامہ'' یا خط کی اصل میں دو قسمیں ہیں ایک تو وہی تاریخی اور اصلی خطوط ہیں جو کسی کی طرف سے کسی مقصد کے تحت کسی کو لکھے گئے اور اس کے پاس بھیجے گئے ہیں اس قسم کے خطوط صوفیوں، عالموں، ادیبوں، بادشاہوں اور وزیروں کی یادگاریں ہیں۔ حضرت مخدوم جہاں، حضرت بوعلی قلندر، حضرت اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت شیخ احمد سرہندی، نظام الملک طوسی، رشید الدین فضل اللہ، ابوالفضل، حکیم سعد اللہ، خواجہ محمود گاواں، ملّا جامی، مرزا عبدالقادر بیدلؔ عظیم آبادی، غالب دہلوی اور اورنگ زیب عالمگیر کے فارسی خطوط موجود ہیں۔ چندر بھان برہمن اور زیب النساء کے فارسی مکتوبات بھی ملتے ہیں۔

خطوط کی دوسری قسم وہ ہے جو محض نامہ نویسی اور انشا کا فن سکھانے کے لیے تحریر میں آئی ہے۔ یہ دراصل فرضی یا نمونے کے خطوط ہیں۔ ایسے خطوط کے مجموعے ''منشآت'' بھی کہلاتے ہیں۔ چونکہ ہر دور میں نامہ نویسی کے طرز اور اس کے پسندیدہ مزاج میں تبدیلی ہوتی رہی ہے اس لیے ایسے خطوط ہر دور میں لکھے گئے ہیں۔ جدید دور میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

جدید دور میں مکتوب نگاری کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں القاب و آداب بہت مختصر ہوتے ہیں۔ جملے چھوٹے اور مختصر ہوتے ہیں۔ فضول اور غیر ضروری باتوں سے گریز کیا جاتا ہے۔ یہاں جو خطوط شامل درس ہیں وہ آج کی فارسی کے طرز نثر اور موجودہ طرز نامہ نویسی کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں اور اس کی مناسب نمائندگی کرتے ہیں۔

(۱)

برادرم شهباز! سلام و درودهای گرم ما را بپذیرید۔

نوشته های پُر ارزش شما شامل دو داستان و یک مطلب در مورد جامعه شناسی وهم چنین اشعار دریافت کردم واز مطالعه آنها بسیاری استفاده بردیم۔

چند انتقاد دوستانه هم داریم۔ غلط املائی وتکرار واژه وهم گسستگی در نوشته هایتان مشاهده می شود۔ اشعار هم کمی دور از ضوابط و قالب شعری سروده شده است۔ انشاء الله با مطالعه کتب ادبی و آثار نویسندگان توانا و معروف، توانِ نویسندگی ومحتوای مطالب خود را در قالبی نوین و استوار عرضه نمایید۔

با تشکر و سپاس فراوان

معصوم

(مرتبین)

مشکل الفاظ کے معانی

درود	=	دعا
درودهای گرم	=	پُر اثر دعائیں
نوشته ها	=	تحریریں، نگارشات
پُر ارزش	=	پُر + ارزش = قیمتی
داستان	=	کہانی، افسانہ، مطلب: مضمون
در مورد (در + مورد)	=	سلسلہ میں، بارے میں

جامعہ	=	سماج، سوسائٹی، یونیورسٹی
جامعہ شناسی	=	علم سماجیات
ھم چنین	=	اسی طرح
دریافت کردم	=	حاصل کیا، ملا
دریافت شدن	=	حاصل ہوا
استفادہ بردن	=	فائدہ اٹھانا
چند	=	کچھ، تھوڑا
انتقاد	=	تنقید
غلط إملائی	=	إملا کی غلطی
تکرار	=	دہرانا
واژہ	=	لفظ، کلمہ
گسستگی	=	ٹوٹ پھوٹ، مراد ہے بے ربطی
نوشتہ ھایتان (نوشتہ + ھای + تان)	=	تمھاری تحریریں
مشاھدہ شدن	=	نظر آنا
کمی دور	=	ذرا دور، ذرا ہٹ کر
ضوابط	=	قواعد، قوانین، واحد: ضابطہ
قالب	=	سانچہ
قالب شعری	=	شاعری کا سانچہ، مراد ہے بحر اور وزن
سرودن	=	نظم کرنا، گانا
آثار	=	تحریریں، واحد: اثر
نویسندگان	=	ادبا، لکھنے والے، نثر نگار، واحد: نویسندہ بمعنی ادیب
توانا	=	طاقتور، زبردست
نویسندگانِ توانا		زورِ قلم رکھنے والے ادیب

ABDIEL SOLUTIONS ABSOLUTE FAISAL

توان	=	طاقت، صلاحیت
نویسندگی	=	تحریر، نگارش
محتوی	=	مشمولات، شامل چیزیں
قالب	=	ڈھانچہ
نوین	=	نیا
استوار	=	مضبوط و مستحکم
توان ... عرضہ نمایید	=	تم پیش کر سکتے ہو، سامنے لا سکتے ہو
عرضہ نمودن	=	پیش کرنا
تشکّر	=	شکر گزاری
سپاس	=	شکریہ، تعریف
فراوان	=	زیادہ
سپاس فراوان	=	بہت بہت شکریہ

غور کرنے کی باتیں

- خط کی اہمیت و ضرورت ہر زمانہ میں رہی ہے اور آج بھی ہے۔ خط کو ''آدھی ملاقات'' اور ''تحریری ملاقات'' کہا جاتا ہے۔ مضمون اور مقصد کے لحاظ سے خط کی مختلف قسمیں ہیں جیسے دوستانہ، نجی اور گھریلو خط یا پھر کاروباری اور علمی و ادبی خط۔
- خط لکھنے والے کو ''مکتوب نگار'' اور جس کے نام خط لکھا جائے اُسے ''مکتوب الیہ'' کہتے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ خط لکھنے والا اپنی شخصیت کو پیچھے رکھتا ہے اور جس کے نام خط لکھتا ہے اس کی شخصیت کو آگے۔ یہی وجہ ہے کہ خط لکھنے والا، مکتوب الیہ کے لیے القاب و آداب اور دعائیہ کلمات پہلے لکھتا ہے اور اپنا نام خط کے آخر میں۔

آپ کے نصاب میں شامل یہ خط شہباز نامی کسی آدمی کے نام ہے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ دوستانہ اور

علمی خط ہے۔ مکتوب نگار نے اپنے مکتوب الیہ کو "برادرم" کہہ کر نام کے ساتھ مخاطب کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہماری طرف سے سلام اور دعائیں قبول کیجیے۔

❖ یہ ایک قسم کا مختصر جوابی مکتوب ہے جو کچھ چیزیں موصول ہونے کی اطلاع دینے اور اس پر علمی اظہار خیال کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ یہ خط کسی ایسے شخص کے نام ہے جس نے خط لکھنے والے کے پاس اپنی دو کہانیاں سماجیات پر اپنا ایک مضمون اور اپنے چند اشعار بھیجے تھے۔ خط میں ان تمام قیمتی تحریروں کی وصولیابی کی اطلاع دی گئی ہے۔ مکتوب نگار نے جہاں ایک طرف ان چیزوں کے مطالعہ سے فائدہ اٹھانے کی بات کہی ہے وہیں اس خط میں، اُن تحریروں کے بارے میں یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ ان میں اِملا کی غلطی، تکرار اور بے ربطی نظر آتی ہے اور اشعار بھی شعری ضابطے اور سانچے سے ذرا ہٹ کر کہے گئے ہیں۔ مکتوب نگار نے دوستانہ انداز میں یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر آپ ادبی کتابوں اور زورِ قلم رکھنے والے یعنی صاحب طرز ادیبوں کی تحریروں کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ آپ اپنے مضامین کے مشمولات کو نئے اور مستحکم پیرائے میں سامنے لاسکیں گے۔ آخر میں ایک فقرہ پر خط کو اظہار تشکر کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔

❖ اس خط میں تین باتیں ہیں، تحریروں کے ملنے کی اطلاع، ان میں خامیوں کی نشاندہی اور انھیں سدھارنے کا طریقہ۔ اس طرح یہ خط ایک جوابی مکتوب بھی ہے۔ تنقیدی بھی اور اصلاحی بھی۔ اس سے ہم مضمون نگاری اور شاعری کے بارے میں یہ سیکھ سکتے ہیں کہ اِملا کی غلطی، تکرار اور بے ربطی سے بچنا چاہیے اور شاعری میں وزن اور بحر کی درستگی کا خیال رکھنا چاہیے۔ خط سے ہمیں یہ بھی ہدایت ملتی ہے کہ اس کے لیے ادبی کتابوں اور مشہور و معتبر ادیبوں کی تحریروں کا مطالعہ ضروری اور مفید ہے۔ علمی تحریروں پر، تنقید کی نشاندہی کیسے کی جائے اور اصلاح کا مشورہ اور طریقہ کیسے بتایا جائے اس کا سلیقہ بھی اس خط کے انداز بیان سے ظاہر ہوتا ہے جو سیکھنے اور سمجھنے کی چیز ہے۔

معروضی سوالات

۱- جس کے نام خط لکھا جائے اُسے کیا کہتے ہیں؟

۲- اس خط میں مکتوب الیہ کو کس لقب سے یاد کیا گیا ہے؟

۳- خط لکھنے والے کے پاس شہباز نے کیا کیا چیزیں بھیجی تھیں؟

۴- شہباز کا مضمون کس موضوع پر تھا؟
۵- ''قالب شعری'' سے کیا مراد ہے؟
۶- شہباز کے اشعار میں کیا کمی تھی؟
۷- شہباز کی تحریر میں تکرار اور بے ربطی کے ساتھ ساتھ ایک اور کمی کیا تھی؟
۸- جامعہ شناسی کس علم کو کہتے ہیں؟
۹- ان کی اصل کیا ہے یعنی اس میں کس صیغے کی ضمیریں ہیں؟

بدستمان نوشتہ ھایتان

۱۰- مکتوب نگار نے شہباز کو کن دو باتوں کا مشورہ دیا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- داخل نصاب خط کا مضمون اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
۲- اس خط کی اہمیت کیوں ہے؟
۳- درج ذیل کے معنی لکھیے:

نوشتہ پُرارزش مطلب انتقاد قالب شعری نویسندگان محتوی

مشق

۱- اس خط میں آنے والے ان محاوروں کے معنی یاد کیجیے:

دریافت شدن استفادہ بردن مشاہدہ کردن عرضہ نمودن

۲- فارسی میں ایک خط لکھیے اور اپنے استاد سے اصلاح لیجیے۔

(۲)

رفیقم دیرینہ سلامت بادا !

خیلی خوش وقتم کہ دیروز نامہ شما دریافتم و جملہ احوال معلوم گشت۔

معذورم دارید کہ در پانچ دو شبانہ یوم درنگ آمد۔ زیرا در آن روزھا از خانہ دور بودم۔ یاور، برادر سیفی کہ اورا خوب بدانید، با ھمراھش برای جہانگردی رفتہ بودم۔ اوّل بہ ناحیہ راجگیر رفتیم و سپس بہ آرام گاہ مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمدؒ حاضر شدیم این ھر دو جای چنانکہ دانید وھم بدیدہ اید از مقامات تاریخی بشمار می آیند۔ یاور را اصرار بود کہ بر نامہ جہانگردی دراز تر کنیم، لذا بجز این چارہ نیابیم کہ بودا گایا (بودھ گیا) ھم برویم کہ آنجا مندر بودائیان جای دیدنی می باشد و سیاحان از جای دور دست بلکہ از کشور ھای خارجی ھم آنجا می آیند۔

حالا از تداخل فصلی کم کم ناخوش ھستم، نمی توانم باتفصیل نامہ نگارم۔ اگر ایزد باری خواست زود تر نامہ ای دیگر بشما ارسال بکنم۔ اکنون اجازہ بدھید۔ ھمہ پرسندگان احوال را از طرف من تسلیم فراوانی بگوئید۔ زیاد با تمنیات نیکو ترین۔

با محبت ھای بی پایان

شاھنواز

(مرتبین)

مشکل الفاظ کے معانی

رفیق	=	دوست
سلامت بادا		(خدا کرے) سلامت رہو
خوشوقتم (خوش + وقت + ام)	=	میں خوش ہوں، مسرور ہوں

ABDIEL SOLUTION ABSO PATNA

دریافتم	=	حاصل کیا، وصول ہوا
دیروز	=	گزرا ہوا کل
جملہ	=	سب، مترادف: ہمہ
احوال معلوم گشتن	=	حالات سے آگاہی ہونا
معلوم گشت (معلوم+م)	=	مجھے معلوم ہوا
معذور دارید	=	معاف رکھو، مراد ہے معاف کرنا کہ...
پاسخ	=	جواب
شبانہ یوم	=	رات دن
دو شبانہ یوم	=	مراد ہے دو دن
درنگ آمدن	=	دیر ہونا، تاخیر ہونا
زیرا	=	کیوں کہ، اس لیے کہ
آن روزھا	=	اُن دنوں
کہ اورا	=	جس کو، جسے
ھمراھش (ھم+راہ+ش)	=	اس کے ساتھ
جہان گردی	=	سیاحت، گھومنا پھرنا
اوّل	=	پہلے
راجگیر	=	ریاست بہار میں بہار شریف کے قریب ایک تاریخی مقام کا نام
سپس	=	اس کے بعد، پھر
آرام گاہ	=	آرام کی جگہ، مراد ہے مزار شریف
مخدوم الملک	=	ایک مشہور بزرگ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کا لقب
ھر دو	=	دونوں
جا	=	مقام، جگہ
چنانکہ	=	جیسا کہ

بشماری آیند	=	شمار ہوتے ہیں، گنے جاتے ہیں
اصرار	=	بار بار تاکید، بار بار مطالبہ
اشرف را اصرار	=	یہاں مفہوم ہے اشرف کا اصرار
برنامہ	=	پروگرام
درازتر	=	زیادہ لمبا، زیادہ طویل
لذا	=	لہٰذا، اس لیے
بجز	=	سوائے
چارہ	=	علاج، تدبیر
بوداگایا	=	بودھ گیا، ایک مشہور تاریخی مقام
بودائیان	=	بودھ مذہب والے، بودھسٹ
جای دیدنی	=	قابل دید مقام
می باشد	=	ہے، ہوتا ہے
سیاحان	=	سیاحت کرنے والے، واحد: سیاح
دوردست	=	دور و دراز
کشور	=	ملک
کشورهای خارجی	=	بیرون ممالک
حالا	=	ان دنوں، اب
از تداخل فصلی	=	موسم بدلنے کی وجہ سے
کم کم	=	تھوڑا سا، کچھ، ذرا
ناخوش	=	بیمار
نمی توانم نامہ نگارم	=	خط نہیں لکھ سکتا ہوں
ایزد باری	=	خدائے تعالیٰ، اگر ایزد باری خواست: انشاء اللہ
زودتر	=	بہت جلد، جلد ہی، عنقریب

ارسال بکنم = بھیجتا ہوں (''ب'' زائد ہے)

اجازہ = اجازت

پرسندگان = پوچھنے والے، واحد: پرسندہ

تسلیم فراوانی = بہت بہت سلام و بندگی

تمنیات = تمنائیں، واحد: تمنّی

نیکوترین = سب سے اچھا

بی پایان (بی + پایان) = بے حد، نہ ختم ہونے والا

غور کرنے کی باتیں

- آپ کے نصاب میں شامل یہ خط مکتوب نگار نے اپنے کسی پرانے دوست کے نام لکھا ہے اور اُسے ''رفیقِ دیرینہ'' کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے سلامتی کی دعا دی ہے۔ ''سلامت بادا'' کا مطلب ہے خدا کرے تم سلامت رہو۔
- یہ ذاتی اور دوستانہ نوعیت کا ایک جوابی مکتوب ہے جس میں خط لکھنے والے نے مکتوب الیہ سے بتایا ہے کہ گزشتہ دنوں اس کا خط پا کر اُسے بے حد خوشی ہوئی اور تمام حالات معلوم ہوئے۔
- یہ جواب، خط آنے کے تیسرے دن لکھا گیا ہے اور اس میں مکتوب نگار نے دو دنوں کی تاخیر سے جواب دینے کے لیے معذرت چاہی ہے اور اس کی وجہ بھی بتائی ہے۔ مکتوب نگار نے اپنے دوست کو یہ اطلاع دی ہے کہ جن دنوں اُس کا خط آیا، ان دنوں وہ گھر سے دور تھا اور سیفی کے بھائی یاور کے ساتھ سیر و سیاحت کے لیے گیا ہوا تھا۔
- اس خط میں راجگیر جانے، حضرت مخدوم الملک کے مزار پر حاضری دینے اور پھر یاور کے اصرار پر، پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے بودھ گیا جانے اور بودھ مندر دیکھنے کا ذکر ہے، جہاں دور دور سے بلکہ غیر ملکوں سے بھی سیاح آتے رہتے ہیں۔ خط سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ مکتوب الیہ یعنی مکتوب نگار کا دوست، ان تینوں میں سے پہلے دونوں تاریخی مقامات دیکھ چکا ہے۔

- خط کے آخری حصہ میں مکتوب نگار نے اپنا تازہ حال اور خط کو مختصر کرنے کی وجہ بتائی ہے کہ وہ ان دنوں موسمی علالت کا شکار ہے اور پھر وعدہ کیا ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی وہ دوسرا خط لکھے گا۔
- مکتوب نگار نے خط کے آخری سطر میں لکھا ہے کہ میری طرف سے تمام پُرسان حال لوگوں یعنی جاننے والوں اور خیر و عافیت پوچھنے والوں کو سلام پہنچا دیں اور پھر ''باتمنّیاتِ نیکو ترین'' لکھ کر خط ختم کر دیا ہے۔ یہ آخر میں، اپنی طرف سے نیک خواہشات کے اظہار کا حسین طریقہ ہے۔
- غور کریں کہ اس خط میں دعائیہ کلمہ بھی ہے، جذبے کا اظہار بھی ہے۔ خیر و عافیت بھی پوچھی گئی ہے۔ مکتوب نگار نے اپنا تازہ حال بھی بتایا ہے۔ دیر سے جواب دینے کے سبب کی وضاحت اور اس کے لیے اخلاقاً معذرت کا اظہار بھی ہے۔ اس خط سے اس طرح کئی تہذیبی جھلکیاں ملتی ہیں۔
- خط لکھنے والا حسب موقع ایک خاص طریقہ سے کام لیتا ہے، جسے ''معہود ذہنی'' کا اظہار کہتے ہیں۔ یعنی کسی پرانی یاد یا کسی ایسی پرانی بات کی طرف اشارہ کر دینا جسے مکتوب الیہ سمجھ جائے اور دوسرے پوری طرح نہ سمجھ سکیں۔ اس خط میں معہود ذہنی سے کام لینے کی مثال موجود ہے۔ خط لکھنے والے نے اسی انداز سے یہ اشارہ دیا ہے کہ مکتوب الیہ یاور کے بارے میں سمجھ جائے اور دونوں تاریخی مقامات کے بارے میں بھی تمام باتیں اس کے ذہن میں آجائیں۔

معروضی سوالات

۱- مکتوب نگار نے کن کن مقامات کی سیر کی؟

۲- اس خط میں کن دو بھائیوں کے نام آئے ہیں؟

۳- سیاحت کا پروگرام بڑھانے پر کس نے زور دیا؟

۴- بیرونی ملکوں سے سیاح کہاں آتے ہیں؟

۵- حضرت مخدوم الملک بہاریؒ کا پورا نام بتایئے۔

۶- مکتوب الیہ کون کون سے تاریخی مقامات دیکھ چکا ہے؟
۷- خط کا جواب کتنے دنوں بعد لکھا گیا؟
۸- مکتوب نگار پر موسم کے بدلنے کا کیا اثر پڑا؟
۹- ''تمنیات'' کس لفظ کی جمع ہے؟
۱۰- خط میں کن لوگوں کو سلام پہنچانے کے لیے لکھا گیا ہے؟
۱۱- ''اگر ایزد باری خواست'' کا مشہور ترجمہ کیا ہے؟
۱۲- مکتوب نگار اور اس کے دوستوں نے کس کے مزار پر حاضری دی؟

تفصیلی سوالات

۱- خط کے مضمون کا خلاصہ لکھیے۔
۲- اس خط میں تہذیب، اخلاق اور تاریخ کی جھلکیاں ہیں، کیسے؟ چند جملوں میں بتائیے۔
۳- ''معہودِ ذہنی'' کیا ہے؟ اس خط میں اس سے کام لینے کی مثال کیوں کر ملتی ہے؟
۴- درج ذیل کا ترجمہ کیجیے:

سلامت بادا	معذور دارید
معلوم گشت	تمنیات
تسلیم فراوانی	خیلی خوشوقتم
ایزدی باری	نیکو ترین

۵- جوڑے ملائیے:

رفتہ بودیم	فعل مضارع
بدانید	ماضی مطلق
می آیند	ماضی بعید
بدیدہ اید	ماضی قریب
بگشت	فعل حال

مشق

۱- اپنے سبق سے ان افعال کو چنیے جو متکلم کے صیغہ میں ہیں اور ان کے معنی لکھیے۔

۲- خط سے فعل مضارع کو جمع کیجیے اور ان کے مصدر لکھیے۔

۳- اپنے دوست کو فارسی میں ایک خط لکھیے اور اپنے استاد سے اس پر اصلاح لیجیے۔

۴- حضرت مخدوم الملک کے حالات پر کوئی کتاب یا مضمون تلاش کیجیے اور پڑھیے۔

۵- جن تاریخی مقامات کا اس خط میں ذکر آیا ہے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور ان کی تصویریں جمع کیجیے۔

ABSOL PATNA

داستانِ کوتاہ

قصہ کی مختلف قسمیں ہیں اور داستان وناول کی طرح افسانہ بھی مشہور ومعروف ہے۔ فارسی میں ناول کے لیے ''نول'' یا رُمان اور افسانے کے لیے ''داستان کوتاہ'' کی اصطلاح رائج ہے۔ داستان میں کئی زندگی کے کئی پہلو اور ناول میں ایک زندگی کے کئی پہلو دکھائے جاتے ہیں جب کہ افسانہ یعنی داستان کوتاہ میں ایک زندگی کا صرف ایک ہی پہلو روشن کیا جاتا ہے۔

''داستان کوتاہ'' اگرچہ ایسی نثری کہانی ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جا سکے۔ لیکن یہ سیدھی اور سادہ کہانی نہیں بلکہ ایک فنی تخلیق ہے جس میں زمینہ یعنی پلاٹ اور افرادِ قصہ یعنی کردار کے علاوہ زمان ومکان لازمی اجزا کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی باتیں ''داستانِ کوتاہ'' کو سادہ حکایتوں سے ممتاز بناتی ہیں، اور مختلف مصلحتوں سے عام طور پر افسانہ کی بنیاد کسی نفسیاتی حقیقت پر رکھی جاتی ہے۔

فارسی میں داستان کوتاہ کی ابتدا ناول کے بعد ہوئی ہے۔ ابتدا میں سعید نفیسی اور رضا ہنری نے غیر ملکی زبان کے افسانوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور رسالہ ''افسانہ'' کا اجرا عمل میں آیا۔ محمد علی جمال زادہ فارسی کے پہلے افسانہ نگار ہیں ان کا افسانوی مجموعہ ''یکی بود و یکی نبود'' ۱۹۲۰ء میں برلن سے شائع ہوا جسے فارسی قصہ کی دنیا میں ایک ادبی دھما کہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محمد علی جمال زادہ کے مجموعے ''صحرائی محشر'' اور ''راہ آب نامہ'' بھی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

صادق ہدایت کو دوسرا افسانہ نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حسین قلی، صادق چوبک، میر محمد حجازی، غلام حسین عابدی اور جمال میر صادق جیسے افسانہ نگاروں نے داستان کوتاہ کو نئی جہت بخشی اور بام عروج پر پہنچایا۔

شبان وگوسفند

مردی بود گوسفند دار و رمه های بسیار داشت و شبانی در خدمت او بود بغایت پارسا و مصلح، هر روز شیر گوسفندان چندان که فراهم می کرد، نزدیک خداوند آن گوسفندان می برد، آن مرد آب در روی می نهاد و به شبان می داد و می گفت: برو بفروش۔ آن شبان مرد را نصیحت می کرد و پندی می داد که ای خواجه با مردمان خیانت مکن که هر که با مردمان خیانت کند عاقبتش نامحمود بُود۔ مرد سخنِ شبان نشنید و هم چنان در شیر آب کرد تا اتفاق را یک شب این گوسفندان را در رودخانه ای بی آب خوابانده و خود بر بالای بلندی رفت و خفت۔ فصل [illegible] بود ناگاه بر کوه بارانی عظیم بارید و سیلی برخاست و اندرین رودخانه افتاد و همه گوسفندان را هلاک کرد۔

شبان به شهر آمد و پیش خداوند گوسفندان رفت بی شیر، مرد پرسید که چرا شیر نیاوردی؟ شبان گفت: ای خواجه پیش از این گفتم که آب بر شیر میامیز که خیانت باشد۔ فرمان من نکردی اکنون آبها که همه به نرخ شیر به مردمان داده بودی، جمع شدند و دوش حمله آوردند و گوسفندان ترا جمله بردند۔

(ماخوذ از قابوس نامه)

مشکل الفاظ کے معانی

کوتاہ	=	مختصر، چھوٹا
گوسفند	=	بکری
رمہ ھای	=	رمّہ کی جمع ہے، جس کے معنی بکریوں کا ریوڑ، گروہ، سپاہ، گھوڑوں کا گلہ ہیں۔
بغایت	=	بہت، زیادہ (ب+ غایت)

پارسا	=	پرہیزگار، متقی، صالح، نیک، پاک، گناہ سے بچنے والا
مصلح	=	غلطیوں کو سدھارنے والا، اصلاح کرنے والا
بروو بفروش	=	جاؤ اور بیچو
خواباند	=	سُلا دیا
خوابانیدن	=	سُلانا
نرخ	=	قیمت
دوش	=	گذری ہوئی رات، گذشتہ رات
جملہ	=	کلام کا حصہ، تمام، سب، فقرہ، پوری بات

غور کرنے کی باتیں

- داخل نصاب افسانہ ''شبان وگوسفند'' ایک اخلاقی کہانی ہے۔ اس کہانی کے ذریعے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کاروبار اور معاملے میں دیانتداری ہونی چاہیے۔ یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ''ہر بُرے کام کا انجام بُرا ہوتا ہے''۔ اس کہانی میں غلط کام کرنے پر غلط کرنے والے کو ہی اُس کے نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ کہانی اپنے مقصد کو پورے طور پر پیش کرتی ہے اور سبق آموزی میں کامیاب ہے۔
- اس کہانی میں ایک چرواہے اور دودھ بیچنے والے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ دودھ بیچنے والا اپنے چرواہے کو دودھ میں پانی ملا کر بیچنے کے لیے دیتا تھا۔ چرواہا اس خیانت اور چوری پر دودھ فروش کو منع کیا کرتا تھا لیکن وہ اس کی باتوں پر دھیان نہیں دیتا تھا۔ آخر کار ایک رات بکریاں ایک خشک ندی میں سوئی ہوئی تھیں کہ اچانک سیلاب آیا اور بکریوں کو بہا لے گیا۔
- داخلِ نصاب کہانی ''شبان وگوسفند'' جدید افسانہ تو نہیں ہے کیوں کہ یہ قابوس نامہ سے ماخوذ ہے لیکن اس میں جدید افسانے کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں اس لیے اس کو نصاب میں رکھا گیا ہے۔

معروضی سوالات

۱- افسانہ کو فارسی زبان میں کیا کہتے ہیں؟
۲- فارسی میں داستان کوتاہ کی ابتدا کس صنف کے بعد ہوئی؟
۳- فارسی زبان میں سب سے پہلے افسانہ کس نے ترجمہ کیا؟
۴- فارسی کا پہلا افسانہ نگار کون ہے؟
۵- فارسی کے مشہور و معروف افسانہ نگاروں کا نام بتائیں۔
۶- محمد علی جمال زادہ کے پہلے افسانوی مجموعہ کا نام کیا ہے؟
۷- چرواہے نے کیا نصیحت کی؟
۸- نصیحت نہیں سننے کا کیا نتیجہ ہوا؟
۹- ''برو و بفروش'' یہ حکم کون دیتا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- فارسی میں داستانِ کوتاہ کے عنوان پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
۲- ''شبان و گوسفند'' افسانہ کی عمومی خصوصیات بیان کیجیے۔
۳- ''شبان و گوسفند'' افسانے کے مرکزی پہلو پر روشنی ڈالیے۔
۴- داخل نصاب افسانے کا خلاصہ لکھیے۔

مشق

۱- اس سبق سے فعل ماضی مطلق کو چنیے اور ان سے فعل مضارع بنائیے۔
۲- فعل مضارع کو جمع کر کے گردان لکھیے۔
۳- داخل نصاب کہانی کو اپنے الفاظ اور اپنے انداز سے لکھنے کی کوشش کیجیے۔
۴- درج ذیل کے معنی یاد کیجیے:

رمہ ھای خواباند نزخ جملہ مصلح بغایت

مکالمہ نگاری

دو یا دو سے زیادہ اشخاص کے درمیان بات چیت کو مکالمہ کہتے ہیں۔ جو اشخاص مکالمہ میں حصہ لیتے ہیں انھیں "افرادِ مکالمہ" کہا جاتا ہے۔ مکالمہ کا فن اختصار کا فن ہے۔ یہی چیز یعنی اختصار مکالمہ اور تقریر میں فرق لاتی ہے۔ مکالمہ ایک طرح کا تہذیبی اظہار ہے اور اس کے مطالعہ کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس سے بول چال کی زبان کے بہت سارے الفاظ و انداز، مجلسی آداب اور ملاقات کے طریقے ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL

مکالمه

بلال	:	السلام علیکم !
استاد	:	وعلیکم السلام، چطوری؟
بلال	:	الحمدللہ استاد، خوبم۔
استاد	:	دی روز مدرسہ تعطیل بود، شما چہ کار کردید؟
بلال	:	استاد، من بعد از صبحانہ درس ھای خود را حاضر کردم و عصر برای دیدنِ بعضی از دوستانِ خود بخانہ آنہا رفتم۔
استاد	:	چند ساعت درس ھای خود حاضر کردید؟
بلال	:	تقریباً سہ، چہار ساعت۔
استاد	:	صبحانہ را کی خوردید؟
بلال	:	تقریباً ساعت ھشت۔
استاد	:	ناھار را چہ ساعتی خوردید؟
بلال	:	ساعت دو و نیم بعد از ظہر ناھار خوردم۔
استاد	:	چرا در روز تعطیل دیر غذا خوردید؟
بلال	:	استاد! چون برای نماز جمعہ بہ مسجد جامع رفتہ بودم۔
استاد	:	آفرین بلال! شما دانش جوی وظیفہ شناس ھستید۔ یک مسلمان ھمیشہ فریضہ اسلامی خود را انجام می دھد

(مرتبین)

مشکل الفاظ کے معانی

چطوری (چہ+طور+ی)	=	تم کیسے ہو؟
الحمدللہ	=	اللہ کا شکر ہے
خوبم (خوب+ام)	=	میں اچھا ہوں
دیروز	=	گزرا ہوا کل
تعطیل	=	چھٹی
صبحانہ	=	ناشتہ
درس حاضر کردن	=	سبق پڑھنا، آموختہ یاد کرنا
عصر	=	شام
دیدن	=	دیکھنا، مراد ہے ملاقات
بعض از دوستانِ خود	=	اپنے کچھ دوستوں سے
چند	=	کتنا، کئی
ساعت	=	گھنٹہ، گھڑی، بجے
کی	=	کب، کس وقت
ناھار	=	دوپہر کا کھانا
چہ ساعتی	=	کتنے بجے
نیم	=	آدھا
ساعت دو و نیم	=	ڈھائی بجے
غذا	=	کھانا
چون	=	جب، مراد ہے اس لیے کہ
آفرین	=	شاباش، خوش رہو
دانش جو	=	طالب علم (دانش جو+ی = دانشجوی = ایک طالب علم)
وظیفہ شناس	=	ذمہ دار، ذمہ داری کو سمجھنے والا

غور کرنے کی باتیں

- نصاب میں شامل یہ مکالمہ اصل میں استاد اور بلال نامی شاگرد کی گفتگو ہے اور ایک ایسی ملاقات کی یادگار ہے جو ان دونوں کے درمیان ایک دن کی چھٹی کے بعد ہوئی ہے۔ مکالمہ کی شروعات اسلامی اور تہذیبی طریقے پر سلام و دعا اور دریافت خیریت سے ہوئی ہے۔ اس میں استاد کے پوچھنے پر بلال نے تفصیل سے بتایا ہے کہ اس نے چھٹی کا دن ناشتہ کے بعد تین چار گھنٹے اپنا سبق پڑھا اور شام میں دوستوں سے ملنے ان کے گھر گیا۔ استاد کے ایک اور سوال پر بلال نے بتایا کہ اس نے دوپہر کا کھانا ڈھائی بجے کھایا اور دیر سے کھانے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ نماز جمعہ کے لیے مسجد چلا گیا تھا۔ یہ سن کر استاد نے اسے شاباشی دی اور کہا کہ تم ایک ذمہ دار طالب علم ہو۔ سچ مچ ایک مسلمان اپنا اسلامی فریضہ ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔
- اس مکالمہ میں اگر چہ بظاہر یہ تفصیل ملتی ہے کہ ایک طالب علم نے چھٹی کا دن کیسے گذارا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سیکھنے اور سمجھنے کے لیے قاعدے اور طور طریقے بھی سامنے آتے ہیں، جن سے اس طالب علم نے کام لیا، اور وقت کو بانٹ کر پڑھا بھی، مذہبی فریضہ بھی انجام دیا، روزانہ کے کام بھی کیے اور دوستوں سے ملاقات بھی کی۔ پھر اس سبق میں وہ باتیں بھی اہم اور خاص توجہ کے قابل ہیں جن پر استاد کی طرف سے اس کو شاباشی اور ذمہ دار طالب علم ہونے کی سند ملی۔ ہمیں بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہی اس مکالمہ کا اصل پیغام ہے۔
- مکالمہ سوالوں سے بھی آگے بڑھتا ہے اور سوالوں کے جوابات سے بھی۔ اس دوسری بات کی یہاں مثال یہ ہے کہ جب بلال نے دوپہر کے کھانے کا وقت بتایا تب مکالمہ اس کے جواب پر نئے سوال سے آگے بڑھا۔
- جواب پر اظہار خیال سے بھی بات چیت آگے بڑھتی ہے اور نتیجہ تک پہنچتی ہے۔ اس کی مثال وہ مقام ہے جہاں بلال کی بات سن کر استاد نے اسے شاباشی دی ہے۔ مکالمہ چاہے کتنا ہی سادہ ہو اس پر غور کرنے سے کچھ اور باتیں بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اس مکالمہ میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے اور استاد نے پوچھا ہے "دی روز چہ کار کردید؟" ان دونوں باتوں کو ملانے سے یہ معاملہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ چھٹی جمعہ کو ہوئی تھی اور بات چیت شنبہ (سنیچر) کے دن ہوئی۔

معروضی سوالات

۱- مکالمہ کس کو کہتے ہیں؟
۲- مکالمہ کیسی زبان میں ہوتا ہے؟
۳- افرادِ مکالمہ کا مطلب کیا ہے؟
۴- محمود نے ناشتہ کتنے بجے کیا؟
۵- محمود نے اپنا سبق کتنی دیر پڑھا؟
۶- محمود نے دوپہر کا کھانا دیر سے کیوں کھایا؟
۷- تعطیل کس دن ہوئی تھی؟
۸- ''درس حاضر کردن'' کا معنی کیا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- داخلِ نصاب مکالمہ کا خلاصہ لکھیے۔
۲- مکالمہ کے خاص فائدے کیا ہیں؟ مکالمہ میں بات چیت کیسے آگے بڑھتی ہے، بتایئے؟
۳- درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

چلوری　　خوبم　　ساعت دو و نیم　　آفرین　　وظیفہ شناس

۴- جوڑے ملایئے:

ناہار	طالب علم
مکالمہ	کھانا
صبحانہ	بات چیت
دانش جو	ناشتہ
غذا	دوپہر کا کھانا

مشق

۱- مکالمہ کا اردو میں ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔

۲- درج ذیل کی خانہ پُری کیجیے:

لفظ	فعل	صیغہ	معنی
رفتم	ماضی مطلق	واحد متکلم	میں گیا
می دهد			
رفته بودم			
خوردید			
کردم			

۳- اپنے ساتھیوں سے فارسی میں اس موضوع پر بات چیت کیجیے کہ آپ کے ناشتے، کھانے اور پڑھنے کا وقت کیا ہے؟

بخش نظم

مناجات

یہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی سرگوشی کرنے کے ہیں۔ چونکہ انسان اپنی نیازمندی اور عاجزی کا اظہار خدا کے سامنے دھیمے اور آہستہ لہجے میں کرتا ہے، اس لیے اس کو مناجات کہا جاتا ہے۔ اپنی نیازمندی کا اظہار نثر میں بھی کیا جاتا ہے اور نظم میں بھی۔ ایسی نظم کو دعائیہ نظم بھی کہہ سکتے ہیں۔

فارسی میں اکثر شاعروں نے مناجات یا دعائیہ نظمیں لکھی ہیں۔ ان میں شاعر نہایت عاجزی اور خاکساری کے ساتھ خدا کے حضور میں اپنی ناتوانی و مجبوری، گناہوں سے بھری زندگی کو دردناک لہجے میں بیان کرتا اور خدا سے نصرت و مدد کا طالب اور گناہوں کی بخشایش و مغفرت کا آرزومند ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی نظموں میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ اس کی زبان سہل، الفاظ قابل فہم اور اشعار بہت مترنم ہوتے ہیں۔

نصاب میں شامل مناجات نویں صدی کے مشہور فارسی شاعر حکیم نظامی گنجوی کی مثنوی ''سکندر نامہ'' سے لی گئی ہے۔ اور ان تمام خصوصیتوں کی حامل ہے، جو ایک مناجات میں ہونی چاہیے۔

MEDIEL SOLUTIONS ABSOL

نظامی گنجوی

حالاتِ زندگی

حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف بن زکی بن مؤید نام تھا اور نظامی تخلص۔ یہ گنجہ کے مقام پر ۵۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ گنجہ آذر بائیجان کے علاقہ میں ہے۔ یہ ہمیشہ گنجہ ہی میں رہے۔ یہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ انھوں نے شادی بھی کی تھی۔ اس سے انھیں ایک بیٹا بھی تھا، جس کا نام محمد تھا۔ ان کو اپنے لڑکے سے بہت محبت تھی۔ انھوں نے اپنی کئی مثنویوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور اسے پند و نصیحتیں بھی کی ہیں۔

نظامی کی زندگی میں آذر بائیجان اور اس کے نواح میں مختلف خاندانوں کی حکمرانی تھی اور یہ سب سلجوقی بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ لیکن نظامی نے کبھی ان حکمرانوں کی بے جا تعریف نہیں کی اور نہ صلہ و انعام کے لیے ان کی شان میں قصائد کہے۔ آخری زندگی میں اس نے گوشہ گیری اختیار کر لی تھی۔

نظامی مثنوی کا بہت بڑا شاعر تھا۔ اس فن میں اس کی استادی کا ثبوت اس کی کتاب پنج گنج یا خمسۂ نظامی ہے۔ اس میں پانچ مثنویاں ہیں۔

(۱) مخزن الاسرار (۲) خسرو شیرین (۳) لیلیٰ مجنوں (۴) ہفت پیکر (۵) سکندر نامہ

ان ساری مثنویوں کے اشعار کی تعداد ۲۸ ہزار ہے۔ اس نصابی کتاب کی ''مناجات'' ان کی مثنوی سکندر نامہ سے لی گئی ہے۔ ان کی وفات ۵۹۹ھ میں ہوئی۔

نظامی نے داستانی یا رزمیہ مثنوی نگاری میں فردوسی کے بعد سب سے زیادہ شہرت پائی۔ نظامی نے داستانوں کے ضمن میں اخلاق اور حکمت کے مضامین بھی پیش کیے ہیں، نصیحتیں بھی کی ہیں اور دنیا کی بے ثباتی اور زمانے کی بے وفائی کو بھی مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں ان کی مثنویوں میں پائی جاتی ہیں، جن کا بیان طوالت سے خالی نہیں۔

خدایا! جهان پادشاهی ترا است
ز ما خدمت آید، خدائی ترا است

پناه بلندی و پستی توئی
همه نیستند، آنچه هستی توئی

چون عاجز، رهاننده دانم ترا
درین عاجزی کی نخوانم ترا

سپردم بتو مایهٔ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

بزرگا، بزرگی دها بیکسم
توئی یاوری بخش و یاری رسم

چون کردی چراغ مرا نور دار
ز من باد مشعل کشان دور دار

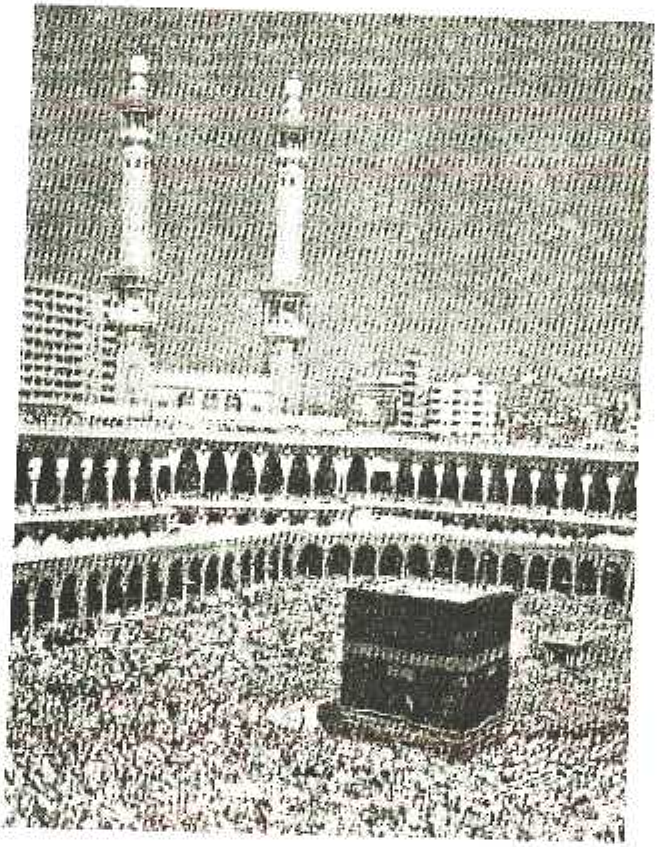

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL

خداوندِ مائی و ما بندہ ایم
بہ نیروی تو یک بیک زندہ ایم

نظامیؔ درین بارگاہِ رفیع
نیاری بجز مصطفیٰؐ را شفیع

(نظامیؔ)

مشکل الفاظ کے معانی

جہان	=	دنیا
خدائی	=	حکمرانی
عاجز	=	مجبور
رہانندہ	=	چھٹکارا دینے والا
مایہ	=	پونجی
بزرگا	=	اے بزرگ۔ بزرگ کے آخر میں الف ندا ہے
بیکس	=	بے مددگار
یاوری	=	مدد (یاور + ی / یار + آور + ی)
یاری	=	مدد
مشعل کُشاں	=	چراغ بجھانے والا
مگردانم	=	مجھ سے مت پھیر۔ گشتن مصدر سے فعل نہی صیغہ واحد متکلم ہے
نیرو	=	طاقت
گنج	=	خزانہ

رفیع	=	بلند
شفیع	=	شفاعت کرنے والا

قابلِ غور باتیں

- یہ اشعار مناجات کے ہیں۔ یہ ایک دعائیہ نظم ہے۔ اس میں مناجات کنندہ خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی، بیکسی اور کس مپرسی کا ذکر انتہائی انکساری کے ساتھ پیش کرتا ہے۔
- اس میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا بھی اظہار کرتا ہے۔
- مناجات میں بندہ اپنی معصیت کی بخشائش اور حاجت روائی کی درخواست ملتجیانہ لہجے میں کرتا ہے۔
- الفاظ میں سادگی اور خلوص ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مناجات بہت پُر اثر اور پُر سوز ہوتی ہے۔ دلوں پر ان کا خاص اثر پڑتا ہے۔
- مندرجہ بالا مناجات اپنی اثر انگیزی میں کامیاب ہے۔

معروضی سوالات

۱- یہ نظم نظامی کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

۲- اس کی پیدائش کب ہوئی تھی؟

۳- نظامی کے مندرجہ ذیل اشعار کا با محاورہ ترجمہ کریں:

(الف) سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

(ب) خداوندمائی و ما بندہ ایم بہ نیروی تو یک بیک زندہ ایم

(ج) نظامی درین بارگاہِ رفیع نیاری بجز مصطفیٰؐ را شفیع

۴- مناجات کے لغوی معنی کیا ہیں؟

تفصیلی سوالات

۱- نظامی کے حالات زندگی کو مختصر الفاظ میں پیش کیجیے۔

۲- شاعر نے اس نظم میں اپنی کن کن خامیوں کا ذکر کیا ہے؟

مشق

۱- کسی دوسرے فارسی شاعر کی مناجات کو اپنے استاد کی مدد سے حاصل کیجیے۔

۲- مناجات کو پُر اثر اور دلسوزی کے ساتھ پڑھنے کی مشق کیجیے۔

۳- نخوانم میں "ن" نون اصلی ہے یا نون نفی۔

۴- اس نظم میں فعل نہی کی شناخت کیجیے اور اس فعل کے بنانے کا قاعدہ بتایئے۔

نعت گوئی

اشعار کا وہ مجموعہ جس میں کسی ذات کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے، اسے ہم "مدحیہ شاعری" کہتے ہیں۔ مدحیہ شاعری کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل حمد، دوّم نعت، سوّم منقبت اور چہارم قصیدہ۔ حمد اس کلام کو کہتے ہیں جس میں اللہ کی تعریف کی گئی ہو۔ نعت مخصوصاً حضور اکرم ﷺ کے اوصاف پر مشتمل کلام کو کہتے ہیں۔ منقبت اس کلام کو کہتے ہیں جس میں خلفائے راشدین، آلِ رسول ﷺ، ائمۂ کرام اور بزرگانِ دین کی تعریف کی گئی ہو اور قصیدہ وہ ہے جس میں کسی بادشاہ، وزیر، امیر، کبیر وغیرہ کی تعریف و توصیف نظم کی جائے۔

نعت میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت و شمائل، معجزات و خصائل کا ذکر ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے متعلق ہمارے کیا عقائد ہیں، اسے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ فارسی میں نعتیہ شاعری ابتدا سے پائی جاتی ہے۔ اکثر غزلوں کے دیوان اور مثنویوں کے آغاز میں حمدیہ و نعتیہ اشعار لکھنا شعرا کا شعار رہا ہے۔ حضرت ظہور رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی پیروی کی ہے اور اپنے دیوان کا آغاز حمد و نعت سے کیا ہے۔

حضرت شاہ ظہورؔ

حضرت شاہ ظہور کا پورا نام محمد ظہور الحق ہے اور تخلص ظہورؔ۔ وہ اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ اور شاعر گذرے ہیں۔ ان کا لقب ''غوث الدہر'' کنیت ابوسعید اور عرفیت ''محدث پھلواروی'' ہے۔ شاہ ظہورؔ، حضرت تپاںؔ کے بیٹے، شاہ عبدالحق ابدال کے پوتے اور حضرت پیر مجیب اللہ پھلواروی کے پَر پوتے تھے۔ حضرت شاہ ظہور، جن کے پردادا کے نام سے پھلواری شریف کی خانقاہ مجیبیہ مشہور ہے، ۱۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۴ھ میں انھوں نے وفات پائی۔

عمر شریف کے آخری دور یعنی ۱۲۳۰ھ میں، بعض وجوہات سے وہ اپنے والد کے ساتھ پھلواری شریف سے پٹنہ سیٹی منتقل ہو گئے اور خانقاہ عمادیہ منگل تالاب کی بنیاد ڈالی۔ حضرت ظہورؔ خانقاہ شریف کے سجادہ نشیں تھے۔ ان کا وصال یہیں ہوا۔ جنازہ پھلواری شریف لے جایا گیا اور لال میاں کی درگاہ سے متصل قبرستان میں، اپنے والد کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ حضرت شاہ ظہور، حافظِ قرآن، حدیث کی دو مسلّم کتابوں بخاری شریف اور مسلم شریف کے بھی حافظ تھے۔ حضرت شاہ ظہورؔ صرف علم تفسیر و حدیث ہی نہیں بلکہ منطق، فلسفہ، تاریخ، فقہ اور علم مناظرہ و تجوید کے علاوہ متعدد ادبی فنون میں بھی پوری طرح مہارت رکھتے تھے۔ مختلف فنون میں عربی اور اردو تصانیف کے علاوہ فارسی زبان میں بھی ان کی ۲۶ کتابیں موجود ہیں۔ وہ فارسی کے صاحب دیوان اور قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کی یہ نعت شریف جو اس کتاب میں شامل ہے، ان کی بیاض سے لی گئی ہے۔

نعت پاک ﷺ

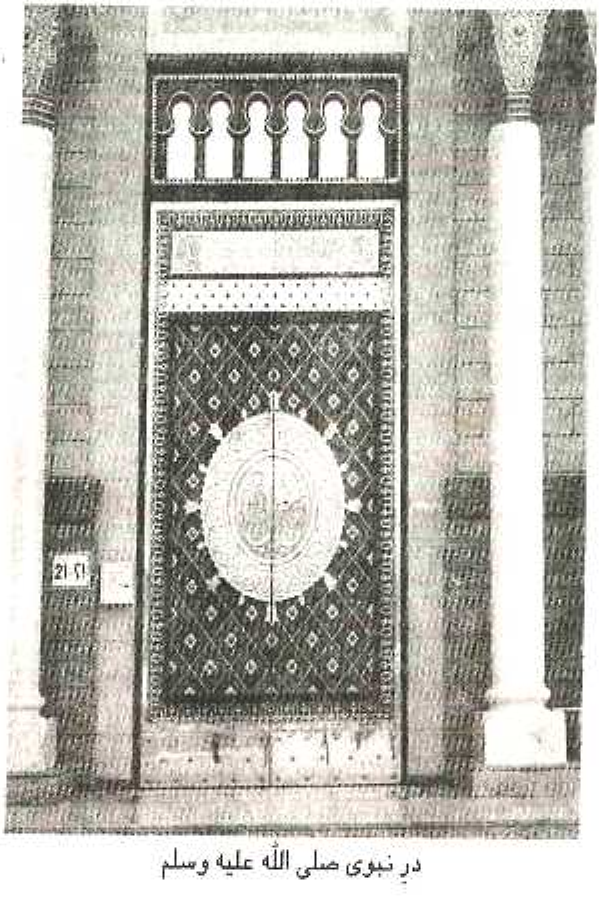

درِ نبوی صلی اللہ علیه وسلم

ای پیشوای اِنس و جان بنگر بما بهر خدا
وی ملتجای دو جهان بنگر بما بهر خدا

بارِ گنه آورده ام روی سیه آورده ام
از درگه خویشم مران بنگر بما بهر خدا

از کس شنیدم هدیه را محبوب تر می داشتی
آورده ام اشکِ روان بنگر بما بهر خدا

من کمترینِ بندگان تو بهترینِ خواجگان
من جسم بی جانم تو جان بنگر بما بهر خدا

بر خاک تا کی سر زنم یا چاک سازم سینه را
چشمی و هردم خون فشان بنگر بما بهر خدا

بس فتنه ها بیدار شد دشوار بر ما کار شد
از درگهت خواهم امان بنگر بما بهر خدا

لب در شفاعت باز کن عصیانِ من بیحد گذشت
از شرم نکشایم دہان بنگر بما بہر خدا

من آن ظہورم بی نوا بر آستانت جبہ سا
ای سید پیغمبران بنگر بما بہر خدا

(حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؔ)

مشکل الفاظ کے معانی

پیشوا	=	رہبر، یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے
اِنس	=	انسان
جان	=	جنات، روح
بنگر	=	دکھادیں، دیدار کرادیں
بہ ما	=	ہم کو
بہر	=	لیے، واسطے
ملتجا	=	جس سے التجا کی جائے
بار	=	بوجھ
مران	=	نہیں بھگائیں۔ راندن سے فعل نہی
ھدیہ	=	تحفہ
شفاعت	=	سفارش
عصیان	=	گناہ

ABDIEL SOLUTION ABSOL

جبہ سا = پیشانی رگڑنے والا

سید = سردار

قابل غور باتیں

- حضرت شاہ ظہور الحق ظہور کے حالاتِ زندگی سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ حضرت اعلیٰ پایہ کے عارف باللہ اور صوفیٔ باصفا تھے۔ آپ کی ساری زندگی زہد و ریاضت میں گزری۔ کیوں کہ آپ عشق الٰہی میں بے خود و سرمست اور اسوۂ رسولؐ کے دلدادہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے بھی رسول پاکؐ کی شان میں نعت کہی ہے اور ان کے دیوان غزلیات کی ابتدا میں موجود ہے۔
- اس نعت میں شاہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان و جنات کا پیشوا اور دونوں جہاں کا مقتدا کہا ہے۔

دوسرے شعر میں یہ التجا کی ہے کہ مجھ کو گنہ گاری کی بنا پر دور نہ کریں ورنہ مجھ گنہ گار کو کہیں ٹھکانا نہیں ملے گا۔ اس طرح ہر شعر میں شاعر نے اپنی بیچارگی کو بیان کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد، ہمدردی اور رحم کی درخواست کی ہے۔ اور روز حشر اپنی شفاعت اور سفارش کے لیے عرض کیا ہے۔

- نعت گوئی ایک مشکل فن ہے۔ اس میں اکثر افراط و تفریط ہو جاتی ہے۔ شاہ صاحب کی نعت اس لحاظ سے بہت اچھی اور پاک صاف ہے۔ آسان لفظوں میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔
- اس میں بہت کم مشکل الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور اضافی ترکیبیں بھی کم ہی ہیں۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

معروضی سوالات

۱- نعت میں کس کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے؟

۲- شاہ ظہور الحق ظہور رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کس خانقاہ سے ہے؟

۳- آپ کب دنیا میں تشریف لائے؟
۴- اس نعت کا کون سا شعر آپ کو پسند ہے، لکھیے؟
۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید پیغمبراں کیوں کہا گیا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- نعتیہ شاعری کے بارے میں چند جملے لکھیے۔
۲- شاعر کی زندگی کے حالات کو مختصر طور پر لکھیے۔
۳- اس نعت میں شاعر نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، اسے تحریر کیجیے۔

مشق

۱- اس نعت میں مرکّب اضافی اور مرکّب توصیفی کے مرکّبات کو چن کر لکھیے۔
۲- اس نعت کے مقطع کے پہلے مصرع میں ''سا'' کا لفظ ہے، اس کے کیا معنی ہیں، اور یہ اسم ہے یا فعل؟ اگر فعل ہے تو کون سا فعل ہے؟

ABDIEL SOLUTIONS

غزل

غزل ایک بہت ہی مشہور اور مقبول صنف شاعری کا نام ہے۔ لغت میں لفظ غزل کے معنی ''صحبت کردن و شوخی کردن با زنان'' یا ''سخنی کہ در وصف زنان و در عشق آنان گفتہ شود'' یعنی عورتوں سے باتیں کرنا اور گستاخی و مزاح کرنا یا وہ بات جو عورتوں کی تعریف اور اس کے عشق میں کی جائے۔ اور یہ سچ ہے کہ اگرچہ غزل میں اخلاق و تصوف اور حکمت و فلسفہ، غرض کہ طرح طرح کے مضامین ملتے ہیں، لیکن اس کا خاص تعلق عشقیہ موضوعات اور مضامین ہی سے ہے۔ غزل ایک ہیئتی صنف ہے یعنی اس کی بنیاد سانچہ پر رکھی گئی ہے، موضوع پر نہیں۔ مطلع، قافیہ، ردیف اور مقطع غزل کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ غزل میں عموماً پانچ سے اُنیس اشعار ہوتے ہیں۔ مگر یہ تعداد لازمی نہیں ہے۔ غزل کے سب سے پسندیدہ شعر کو ''بیت الغزل'' کہا جاتا ہے۔

فارسی میں غزل کی ایجاد کا سہرا رودکی سمرقندی کے سر ہے اور غزل کی پہلی شاعرہ کا نام رابعہ قزداری ہے۔ شہید بلخی، دقیقی اور فرخی کے علاوہ اخلاق و تصوف کے بعض اہم شعرا جیسے عطار، رومی اور سنائی نے بھی اس صنف میں شہرت پائی ہے۔ فارسی غزل کی تاریخ میں سعدی شیرازی کو ''امامِ غزل''، حافظ کو ''سرخیل غزل'' اور امیر خسرو کو ''طوطیِ ہند'' کہا جاتا ہے۔ ان شاعروں کے علاوہ صائب، عرفی اور غالب و بیدل کا بھی اس صنف میں بہت بلند مقام ہے۔ غزل کی شاعری میں ریاست بہار کے صوفی شاعر فرد پھلواروی کا نام بھی قابل ذکر اور معروف ہے۔ وہ بارھویں صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ جدید دور کے شاعروں میں بہار خراسانی، شہریار اور فرخی وغیرہ استادانہ مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہاں آپ کی نصابی کتاب میں رودکی، امیر خسرو اور فرد پھلواروی کی غزلیں شامل ہیں۔

رودکی

اس کا اصل نام جعفر بن محمد ہے۔ سمرقند کے نزدیک رودک نامی قصبے میں پیدا ہوا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ رودک نامی سام موسیقی میں ماہر تھا اس لیے رودکی کہلایا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بینائی سے محروم تھا۔ اس کی تعلیم کہاں اور کیسے ہوئی، پتہ نہیں چلتا۔ اس نے بڑی طویل عمر پائی تھی۔ اس کی زندگی آرام سے گزری۔ اس نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی، لیکن تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو سکی۔

رودکی کو بعد از اسلام فارسی شاعری کا اوّلین بڑا شاعر کہا جاتا ہے۔ اس کو فارسی غزل کا بانی کہا جاتا ہے۔ رودکی قصیدے کا بڑا شاعر ہے اور ''خراسانی سبک'' میں اشعار کہتا تھا۔ اس سبک کی نمایاں خصوصیت سادگی اور سنجیدگی ہے۔

رودکی موسیقی اور نغمہ سرائی میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ اور سامانی بادشاہوں کے دربار میں یہ اپنے اشعار خوش نوائی اور چنگ کے ساتھ سناتا تھا۔ روایت ہے کہ اس نے نصر بن احمد سامانی کے دربار میں اسی انداز میں وہ قصیدہ پڑھا تھا، جس کا پہلا مصرع:

بوی جوی مولیان آید همی

ہے۔ امیر نصر بن احمد سامانی ایک سفر میں بخارا کو بالکل بھلا بیٹھا تھا لیکن جب رودکی نے مندرجہ بالا مصرع سے شروع ہونے والی غزل کو اپنے مخصوص انداز میں ترنّم کے ساتھ سنایا تو وہ بیقرار ہو گیا اور بخارا کی طرف چل پڑا۔

رودکی کی شاعرانہ عظمت کا فارسی کے بڑے شاعروں نے بھی اعتراف کیا ہے۔

رودکی کو قصیدہ، رباعی، مثنوی، قطعہ اور غزل میں مہارت حاصل تھی۔ اس کے اشعار میں بڑی سادگی، سنجیدگی، دقیق معانی، حکمت اور موعظت پائی جاتی ہے۔

(۱)

غزل

بوی جوی مولیان آید همی
یادِ یارِ مهربان آید همی

ریگِ آموی و درشتی راهِ او
زیرِ پایم پرنیان آید همی

آبِ جیحون از نشاطِ روی دوست
خنگ ما را تا میان آید همی

ای بخارا شاد باش و دیرزی
میر سویت میهمان آید همی

میر ماه است و بخارا آسمان
ماه سوی آسمان آید همی

میر سرو است و بخارا بوستان
سرو سوی بوستان آید همی

(رودکی سمرقندی)

مشکل الفاظ کے معانی

جوی	=	نہر
مولیان	=	نہر کا نام
ریگ	=	بالو، گرد
آموی	=	ترکستان کا مشہور دریا جو کوہ ہندوکش سے نکل کر ارال جھیل میں گرتا ہے، اسے آمون اور آموبہ بھی کہتے ہیں۔
درشتی	=	سختی
زیر	=	نیچے
پایم	=	پای+م = میرا پاؤں
پرنیان	=	ایک قیمتی کپڑا
جیحون	=	ایک دریا کا نام
نشاط	=	خوشی، مسرت
خنگ	=	عاشق زار
میان	=	بیچ، کمر
شاد	=	خوش
باش	=	رہ، بودن مصدر سے فعل امر ہے
زی	=	زندہ رہ (زیستن مصدر سے امر حاضر)
سویت	=	سو+ی+ت = تیری طرف
ماہ	=	چاند، مہینہ
سوی	=	جانب، طرف
سرو	=	ایک قسم کا درخت ہے، جو بہت سیدھا ہوتا ہے اور سدا بہار ہوتا ہے اس پر خزاں کا اثر نہیں ہوتا۔

قابلِ غور باتیں

❖ شاعر نے ان اشعار میں اپنے ممدوح کو اپنے وطن کی یاد دلائی ہے، جس کو وہ اپنی مہم جوئی میں بھول چکا تھا۔ اس کے لیے اس نے اپنے وطن بخارا کے دریا، نہر اور ریتیلے میدانوں کا ذکر کیا ہے۔

شاعر نے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے بیانیہ اسلوب اختیار کیا ہے اور اپنی بات کو مؤثر کرنے کے لیے مختلف
ظر پیش کرتا ہے۔

نظم رودکی کیوں رکھا ہے؟

سادی

مرکب اضافی

مرکب توصیفی

xxx

۱۔ جوڑے ملائیے:

یار مہربان

درشتی راہ

اے پکارا

امیر خسرو دہلوی

ایک عظیم شاعر، عالم اور صوفی کی حیثیت سے حضرت امیر خسرو کے کارنامے مشہورِ زمانہ ہیں۔ ان کا لقب ''طوطیِ ہند'' ہے اور پورا نام ابوالحسن یمین الدین امیر خسرو۔ ان کے والد امیر سیف الدین محمود، ترکستان کے شہر کش کے رہنے والے اور ترک قبیلہ لاچین کے سردار تھے۔ وہ سلطان التتمش کے دورِ حکومت میں ہندستان آئے اور دہلی میں رہنے لگے۔ انھوں نے یہیں، بلبن کے وزیر جنگ کی بیٹی دولت ناز سے شادی کی۔ یہی دولت ناز امیر خسرو کی والدہ ہیں۔

مزارِ خسرو

امیر خسرو کی ولادت ۶۵۱ھ میں، پٹیالی میں ہوئی۔

امیر خسرو نے ۲۰ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اور اس کے بعد شاہی ملازمت سے منسلک ہو گئے، انھوں نے تین خاندان سے تعلق رکھنے والے سات بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور مختلف وقتوں میں مختلف معزز عہدے پر فائز رہے۔ ۷۰۱ھ میں محبوب سبحانی حضرت نظام الدین اولیاؒ سے، امیر خسرو کو بیعت کا شرف حاصل ہوا اور اپنے پیر و مرشد کی وفات کے چند مہینے بعد ۷۲۵ھ میں حضرت امیر خسرو بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور دہلی میں اپنے پیر و مرشد کی پائینتی میں آسودۂ خاک ہوئے۔

امیر خسرو ایک صوفی اور ایک قادر الکلام شاعر ہی نہیں، علم زبان کے بڑے ماہر بھی گزرے ہیں۔ انھیں فنِ موسیقی میں بھی بڑا کمال حاصل تھا۔ بحیثیت شاعر اگرچہ امیر خسرو کی مثنویاں بھی مشہور ہیں اور بحیثیت نثر نگار، ان کی تالیف ''اعجازِ خسروی'' بھی ایک اہم یادگار ہے، لیکن ان کی اصل شہرت، ان کے غزلیہ کلام سے ہے۔ خسرو کے اسلوب کو ''سبک ہندی'' کا نام دیا گیا ہے۔ امیر خسرو کے دیوان اشعار پانچ حصوں میں ہیں (۱) تحفۃ الصغر (۲) وسط الحیوٰۃ (۳) غرۃ الکمال (۴) بقیۂ النقیہ (۵) نہایت الکمال۔

(۲)

غزل

بخوبی هم چو مه تابنده باشی
به ملک دلبری پاینده باشی

جفا کم کن که فردا روز محشر
بروی عاشقان شرمنده باشی

ز قید دو جهان آزاد باشم
اگر تو هم نشینِ بنده باشی

جهان سوزی اگر در غمزه آئی
شکر ریزی اگر درخنده باشی

به رندی و به شوخی هم چو خسرو
هزاران خانمان برکنده باشی

(امیر خسرو)

مشکل الفاظ کے معانی

ھم چو	=	مانند، مثل، جیسا
مہ	=	چاند
تابندہ	=	روشن
مُلک دلبری	=	محبت کی دنیا
جفا کم کردن	=	ظلم نہ کرنا
فردا	=	آنے والا کل
روزِ محشر	=	قیامت کا دن
بروی عاشقان	=	عاشقوں کے سامنے
قید	=	پابندی۔ مراد ہے: فکر، اندیشہ
ھم نشین	=	ساتھ بیٹھنے والا
بندہ	=	غلام
در غمزہ آمدن	=	ادا دکھانا
شکر	=	مٹھاس
شکر ریختن	=	مٹھاس بکھیرنا۔ مراد ہے: مسکرانا
خندہ	=	ہنسی
در خندہ آمدن	=	مسکرا دینا، ہنس دینا
رندی	=	مستی
خانمان	=	گھربار
برکندن	=	اکھاڑ پھینکنا، اُجاڑ دینا
خانمان برکندن	=	گھربار اُجاڑ دینا

غور کرنے کی باتیں

- غزل کا پہلا ہم قافیہ شعر ”مطلع“ اور آخری شعر جس میں عام طور پر شاعر کا تخلص بھی ہوتا ہے۔ ”مقطع“ کہلاتا ہے۔ داخلِ نصاب غزل مطلع اور مقطع کے ساتھ ہے۔ یہ ایک ”مردّف“ غزل ہے یعنی اس میں قافیہ کے بعد ردیف بھی ہے۔
- ایسے ہم وزن الفاظ ”قافیہ“ کہلاتے ہیں جو اشعار کے آخر میں چند مخصوص قیدوں کے ساتھ لائے جائیں۔ مثلاً یہاں مطلع میں ”تابندہ“ اور ”پائندہ“ قافیہ ہے۔ قافیہ کی جگہ پر جو لفظ آتا ہے وہ عموماً اسم ہوتا ہے۔ قافیہ کا لفظ بدلتا جاتا ہے صرف اس کا آخری حرف یا آخری ٹکڑا نہیں بدلتا۔ ردیف، قافیہ کے بعد ہوتی ہے، ردیف اس لفظ یا ان الفاظ کو کہتے ہیں جو قافیہ کے بعد بار بار آئیں۔ ردیف کی جگہ پر آنے والا لفظ یا اس جگہ پر آنے والے الفاظ عموماً فعل ہوتے ہیں۔ اس غزل میں ”باشی“ ردیف ہے۔
- خسرو کی اس عاشقانہ غزل میں اُس کا روئے سخن محبوب کی طرف ہے۔ مطلع میں شاعر نے کہا کہ تم محبت کی دنیا میں سدا رہو کہ تم چاند کی مانند روشن ہو۔ اس مضمون کا مقصد محبوب کے حسن کی تعریف اور اسے درازیٔ عمر کی دعائیں دینا ہے۔ دوسرے شعر میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے چاہنے والوں پر ظلم نہ کرو کہ اس کے لیے، کل قیامت کے دن تمھیں عاشقوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا، اس کا مقصد محبوب سے شکایت کا اظہار اور اس کی مہربانی ڈھونڈنا ہے۔ تیسرے شعر میں خسرو نے محبوب سے کہا ہے کہ اگر تم میرے قریب بیٹھ جاؤ تو دونوں جہان کی فکر سے میں آزاد ہو جاؤں۔ اس کا مقصد محبوب کی نزدیکی کے اثرات دکھانا اور اس کی قربت طلب کرنا ہے۔ چوتھے شعر میں کہا گیا ہے کہ اگر تم ناز و ادا دکھاؤ تو دنیا کو جلا ڈالو گے اور مسکرا دو تو ہر طرف مٹھاس بکھر جائے گی یعنی خوشی چھا جائے گی۔ یہاں بھی شاعر محبوب کی بدلتی اداؤں کے اثرات ہی کو دکھانا چاہتا ہے۔ مقطع میں شاعر نے کہا ہے کہ مستی و شوخی سے تم نے، صرف خسرو نہیں بلکہ خسرو کی طرح ہزاروں کے گھر بار اُجاڑ دیے۔ یہ شعر بھی محبوب کی مستی کے اثرات دکھانے کی غرض سے ہی کہا گیا ہے اور شاعر نے یہ بتانا چاہا ہے کہ محبوب کی ادائیں کس طرح عاشق کو تڑپاتی اور دیوانہ بنا دیتی ہیں اور وہ اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔
- ایک چیز کو دوسری چیز کے جیسا بتانا ”تشبیہ“ ہے۔ مطلع اور مقطع میں اس کے استعمال کی مثال موجود ہے۔ ”ہم چون“ تشبیہ کا لفظ ہے۔
- ایک بات کو دوسری بات پر منحصر رکھنا ”تعلیق“ ہے۔ تیسرے اور چوتھے شعر میں اس کی مثال ملتی ہے، جس چیز

پر بات کو منحصر کیا گیا ہے اُسے لفظ ''اگر'' کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بات ہوگی، تب پہلی بات ہو سکے گی۔

❖ شعر کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کی نثر نہ بن سکے۔ یعنی مصرعے اور اس کے ٹکڑے، جملہ کی طرح ہوں۔ فعل آخر میں ہو جیسا کہ جملہ کی ترتیب ہوتی ہے۔ یہ خوبی اس غزل میں ''دوسرے شعر'' کے علاوہ ہر جگہ موجود ہے۔

معروضی سوالات

۱- امیر خسرو کا پورا نام کیا ہے؟

۲- امیر خسرو کہاں پیدا ہوئے؟

۳- امیر سیف الدین کون تھے؟

۴- امیر خسرو کی وفات کب ہوئی؟

۵- امیر خسرو کے پیر و مرشد کا نام بتائیے۔

۶- امیر خسرو کے طرز کو کیا کہا جاتا ہے؟

۷- امیر خسرو کا لقب کیا ہے؟

۸- دیوانِ خسرو کے کتنے حصے ہیں؟

۹- ''ہم چون'' کیا ہے؟

۱۰- غزل کا پہلا شعر کیا کہلاتا ہے؟

۱۱- خالی جگہوں کو بھریے:

❖ ردیف، قافیہ کے............ہوتی ہے۔

❖ غزل کا آخری شعر............کہلاتا ہے۔

❖ ....خسرو کا سالِ ولادت ہے۔

❖ محبوبِ الٰہی سے امیر خسرو............تھے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL SATNA

تفصیلی سوالات

۱- غزل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۲- امیر خسرو کے حالات زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔

۳- درج ذیل کے معنی لکھیے:

جفا کم کردن   در غمزہ آمدن   بر کندن   شکر ریختن   درخندہ آمدن

۴- درج ذیل کی تعریف لکھیے:

تشبیہ   تعلیق

۵- ''ردیف'' اور ''قافیہ'' کا فرق سمجھائیے۔

۶- تشریح کیجیے:

بخوبی هم چو مہ تابندہ باشی
بہ ملکِ دلبری پایندہ باشی

ز قید دو جہان آزاد باشم
اگر تو هم نشین بندہ باشی

مشق

۱- غزل کا مطلع زبانی یاد کیجیے۔

۲- کسی ایک شعر کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔

۳- غزل کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے اصلاح لیجیے۔

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL
PATNA

حضرت فرؔد پھلواروی

ہندستان اور بالخصوص بہار کے ممتاز فارسی شاعروں میں حضرت فرؔد پھلواروی کو نہایت احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا اصل نام شاہ ابوالحسن ہے اور عرفیت ''فرد الاولیا''۔ حضرت شاہ فرؔد پھلواروی کی ولادت ۱۱۹۱ھ میں ہوئی اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر پا کر ۲۴ رمحرم ۱۲۶۵ھ کو وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت فرؔد، پھلواری شریف (پٹنہ) کی خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں تھے اور حضرت شاہ محمد نعمت اللہ ولؔی کے خلف و جانشیں۔ حضرت فرؔد اپنے دور کے بڑے عالم و فاضل اور صوفی بزرگ ہی نہیں گزرے ہیں بلکہ تیرھویں صدی ہجری میں، بہار کی فارسی شاعری میں بھی ان کا مقام نہایت روشن ہے۔ وہ صاحبِ دیوان شاعر تھے، فارسی میں ان کا دو مطبوعہ ضخیم دیوان موجود ہے۔ حضرت فرؔد نے فارسی کے علاوہ اردو میں بھی اشعار کہے ہیں۔ اردو کے مشہور شاعر حضرت غلام علی راسؔخ عظیم آبادی، حضرت شاہ ابوالحسن فرؔد ہی سے مرید تھے۔ حضرت فرؔد پھلواروی نے مختلف رنگ میں فارسی غزلیں کہی ہیں۔ وہ خواجہ حافظ کے پیرو اور شیدائی تھے اور ان کی فکر و فن کی کامیاب تقلید کی ہے۔ انھیں ''حافظ ہندی'' بھی کہتے ہیں۔ ان کے کلام میں عشق و تصوف اور حکمت و معرفت کے مضامین بکثرت ملتے ہیں اور کلاسیکی شاعری کے امتیازات پوری طرح نمایاں ہیں۔ آسان اور چھوٹی بحر میں کہی گئی ایک غزل، یہاں شاملِ نصاب ہے۔

غزل

چہ گویم بہ وصف کلام کسی
کہ جان بخش آید پیامِ کسی

مجنبان صبا، شاخِ سرو چمن
کہ یاد آیدم آن سلامِ کسی

مدہ پندم از یادِ او ناصحا
کہ دارد مرا زندہ نامِ کسی

چہ گوئی ز فصلِ بہار ای صبا
کہ نتوان رھائی ز دامِ کسی

بہ از صبح نو روز باشد مرا
سوادِ سرِ زلف و شامِ کسی

برفتارِ خود کبک چندان مناز
ز خود رفتہ ام از خرامِ کسی

مگر فردؔ در عشق خامی ھنوز
کہ پختہ نشد از تو خامِ کسی

(فردؔ پھلواروی)

مشکل الفاظ کے معانی

وصف	=	خوبی، تعریف (جمع: اوصاف)
وصف کردن	=	تعریف کرنا، بیان کرنا
جان بخش	=	زندگی بخشنے والا، نئی زندگی دینے والا
مجنبان	=	(جنبانیدن سے فعل نہی) مت ہلاؤ
صبا	=	ہوا، پُروا ہوا، صبح کی ہوا
شاخ	=	ڈالی
سرو	=	ایک مشہور درخت کا نام
یادآیدم (یاد+آید+م)	=	مجھے یاد آتا ہے
از یاداو پندم (پند+م) مدہ	=	مجھے اس کی یاد سے (باز آجانے کی) نصیحت مت کرو
ناصحا (ناصح + الف ندا)	=	اے نصیحت کرنے والے
فصل بہار	=	پھولوں کا موسم
دام	=	پھندا
بہ	=	اچھا
نوروز	=	ایرانی سال کے ماہ فروردین کا پہلا دن جو ایرانیوں کی عید کا دن ہے اُسے عید نوروز کہتے ہیں۔ ایرانیوں کی سب سے بڑی عید "نوروز" ہی ہے۔ مراد ہے نئے سال کا پہلا دن، خوشی اور عیش و بہار کا دن۔
مرا (من+را)	=	میرے لیے، مجھ کو
سواد	=	سیاہی
رفتار	=	چال
کبک	=	چکور
چندان	=	اتنا، مراد ہے حد سے زیادہ
مناز	=	(نازیدن سے فعل نہی) ناز مت کرو، مت اِتراؤ

خود رفتہ	=	بے خود، مدہوش، بے خبر، اپنے آپ سے کھویا ہوا
خرام	=	چال، ناز و انداز کی چال، ٹہلنے کا انداز
خامی (خام + ای)	=	تم کچے ہو، مراد ہے ناقص و ناتجربہ کار ہو
مگر	=	شاید
پختہ	=	پکا ہوا، مراد ہے کامل، تجربہ کار
خام	=	کچا، یہاں مراد ہے خامی، کمزوری
خام پختہ شدن	=	خامی دور ہونا

غور کرنے کی باتیں

- شاعری میں بیان کا ایک طرز وہ بھی ہوتا ہے جسے "تجاہل عارفانہ" کہا جاتا ہے یعنی "جان بوجھ کر انجان بننا"۔ اس پوری غزل میں شاعر نے اسی طریقے سے کام لیا ہے۔ ردیف کے لفظ "کسی" پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ شاعر جانتا ہے کہ وہ جس کے بارے میں کہہ رہا ہے وہ کوئی اور نہیں، اس کا محبوب ہی ہے۔ پھر بھی انجان بن کر لفظ "کسی" کا استعمال کرتا ہے۔
- عام صورت یہ ہے کہ قافیہ کی جگہ پر کوئی اسم ہوتا ہے اور ردیف کی جگہ پر جو لفظ آتا ہے وہ کوئی فعل ہوتا ہے، لیکن اس غزل میں "کسی" کو ردیف بنایا گیا ہے جو "ضمیر تنکیری" ہے۔
- مطلع میں حضرت فرد نے کہا ہے کہ کسی کے یعنی محبوب کے کلام کی تعریف میں کیا کہوں کہ اس کا پیغام زندگی بخشنے والا ہے۔ اس کا مقصد محبوب کے کلام اور پیام کی خوبی و تاثیر کا اظہار ہے۔ "چہ گویم" (کیا کہوں؟) سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس اظہار میں شاعر کی حیرت بھی شامل ہے۔ دوسرے شعر میں صبا سے شاعر نے کہا کہ تم سروِ چمن کی ڈالیاں نہ ہلاؤ کہ مجھے کسی کا وہ سلام کرنا یاد آجاتا ہے۔ اس شعر میں ادا سے جھک کر محبوب کے سلام کرنے کی جیتی جاگتی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ محبوب کی وہ ادا سرو کی لچکتی ڈالیوں سے زیادہ حسین ہے۔ تیسرے شعر میں نصیحت کرنے والے سے مخاطب ہو کر شاعر نے کہا ہے کہ تم مجھے محبت چھوڑنے کی

نصیحت مت کرو، اس لیے کہ کسی کا نام نہ ہے جو مجھے زندہ رکھتا ہے یعنی عاشق محبوب کی یادیں اور باتیں بھلا نہیں سکتا کیوں کہ محبت ہی اس کی زندگی ہوتی ہے۔ چوتھے شعر میں بادِ صبا سے خطاب ہے کہ تم فصلِ بہار کے بارے میں کیا کہہ رہی ہو، یعنی پھولوں کے موسم کی جو خوبیاں تم بتا رہی ہو وہ میرے لیے بے اثر اور بیکار ہے کہ میں کسی کے پھندے سے رہا نہیں ہو سکتا یعنی عاشق کے لیے محبت کی قید میں ہونا، پھولوں کے موسم میں آزاد ہونے سے کہیں بہتر ہے۔ پانچویں شعر میں حضرت فرد نے بحیثیت عاشق کہا ہے کہ کسی کی زلف، یعنی زلفِ محبوب کی سیاہی اور شام یعنی دیارِ محبوب کی شام، میرے لیے نوروز کی صبح اور سپیدی سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کا مقصد محبوب کے حسن، اس کی نزدیکی اور اس کے دیار و دربار کی تعریف کا اظہار ہے۔ چھٹے شعر میں چکور سے کہا گیا ہے کہ تم اپنی چال پر ناز مت کرو کیوں کہ میں کسی کی ناز بھری چال سے بےخود ہو رہا ہوں۔ اس کا مدعا محبوب کے خرام ناز کی تاثیر بتانا ہے۔ مقطع میں شاعر در پردہ خود سے مخاطب ہے اور اس نے کہا ہے کہ شاید اب تک تمھاری محبت ہی میں کمی رہی اس لیے کسی کی تم سے دوری رہی ہو۔ اس کا مقصد در پردہ محبوب کی بے توجہی کا شکوہ ہے مگر شاعر نے یہ مضمون بظاہر اس انداز سے لایا ہے کہ وہ خود ہی کو محبوب کے رویہ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔

- شعر میں ایسے الفاظ آتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ اسے صنعت ''تضاد'' کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال پانچویں شعر میں موجود ہے جہاں ''صبح'' کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور ''شام'' کا لفظ بھی۔
- شعر میں ایسا دو لفظ آ سکتا ہے جس میں ایک حرف کا فرق ہو، یعنی ایک حرف زیادہ ہو، اس کو ''تجنیس زائد'' کہتے ہیں۔ غزل کے مقطع میں اس کی مثال لفظ ''خام'' اور ''خامی'' کے استعمال سے سامنے آتی ہے کہ ''خام'' (خ ا م) سے ''خامی'' (خ ا م ی) میں ایک آخری حرف یعنی ''ی'' زیادہ ہے۔
- شعر میں ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ حرف پر اگر نقطہ ہو تو اوپر ہی ہو۔ اسے ''فوق نقاط'' کہتے ہیں۔ غور کریں کہ غزل کے تیسرے شعر کا مصرع ''کہ وار و مدار زندہ نام کسی'' میں یہی صورت ہے۔ اس غزل کے چوتھے، پانچویں اور چھٹے اشعار کے دوسرے مصرعوں میں بھی ''فوق نقاط'' ہیں۔ یاد رہے کہ ''فوق نقاط'' کی ضد ہے ''تحت نقاط'' کہ اگر حرف پر نقطہ ہو تو حرف کے نیچے ہی ہو اور اگر نقطہ والے کسی حرف کا استعمال نہ ہو تو اسے ''غیر منقوط'' کہتے ہیں اور اسی کا نام ''مہملہ'' بھی ہے، یعنی بغیر نقطہ والا۔

معروضی سوالات

۱- فردؔ پھلواروی کا نام کیا ہے؟
۲- فردؔ کا سالِ ولادت لکھیے۔
۳- فردؔ کی عرفیت بتایئے۔
۴- فردؔ نے کب وفات پائی؟
۵- غلام علی راسخؔ کون ہیں؟
۶- فردؔ کس کے خلف و جانشیں تھے؟
۷- اس غزل میں فردؔ نے کون سا انداز اپنایا ہے؟
۸- سرو کی ڈالی، ہوا کے جھونکے سے لچکتی ہے تو شاعر کو کیا یاد آتا ہے؟
۹- ''کسی'' کیسی ضمیر ہے؟
۱۰- چکور سے شاعر نے کیا کہا ہے؟
۱۱- ''نوروز'' کیا ہے؟
۱۲- شاعر نے صبا کو کس بات سے منع کیا ہے؟
۱۳- ''مہمل'' کا مطلب کیا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- فردؔ پھلواروی کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔
۲- درج ذیل کے مصدر بتایئے:

گویم   دارد   بُرد   باشد

۳- تشریح کیجیے:

چہ گویم بہ وصف کلامِ کسی   کہ جان بخش آید پیامِ کسی
مجنبان صبا، شاخ سرو چمن   کہ یاد آیدم آن سلامِ کسی
بہ از صبح نو روز باشد مرا   سوادِ سرِ زلف و شامِ کسی

برفتارِ خود کبک چندان مناز　　　　ز خود رفتہ ام از خرامِ کسی

مشق

۱- غزل میں آنے والی اضافت کی ترکیبیں جمع کیجیے اور ان کے معنی لکھیے، جیسے فصلِ بہار: بہار کا موسم۔

۲- غزل سے فوقِ نقاط مصرعے ڈھونڈیے۔

۳- غزل میں استعمال ہونے والے فعل نہی یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔

۴- درج ذیل خاکہ کی خانہ پُری کیجیے:

گوئی —— فعل ....
　　　　صیغہ ....

رفتہ ام —— فعل ....
　　　　صیغہ ....

پختہ نشد —— فعل ....
　　　　صیغہ ....

۵- چکور کے بارے میں معلومات یکجا کیجیے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

نظم

نظم فارسی کی ایک نئی صنف شاعری ہے۔ نظم عربی زبان کا لفظ ہے جو اصطلاحی لحاظ سے کبھی نثر کے مقابلے میں اور کبھی غزل کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے یعنی جو چیز نثر نہیں ہے وہ بھی نظم ہے اور جو چیز غزل نہیں ہے وہ بھی نظم ہے۔ اس طرح نظم کا دائرہ بہت پھیل جاتا ہے۔ نظم کے مقابلہ میں نئی نظم سے ہماری مراد، ایسی شعری تخلیق ہوتی ہے جس میں کسی خاص موضوع کو لے کر نئے دور کی زندگی اور اس کے معاملات و مسائل کی ترجمانی کی گئی ہو۔ اس طرح فارسی شاعری کا جدید دور جدید نظموں کے فروغ کا دور قرار پاتا ہے۔ نظم کا بہر حال ایک موضوع ہوتا ہے۔ اس میں ایک مرکزی خیال ہوتا ہے۔ بیان میں ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔ خیال آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے اور اُوج تک پہنچتا ہے۔ فارسی نظم صرف قدیم انداز کے شاعروں کی احسان مند نہیں ہے بلکہ جدید دور نے پروان چڑھایا ہے۔ فارسی میں نظم جدید کا سرمایہ نظریات، موضوعات، فن اور تکنیک غرض کہ ہر لحاظ سے رنگا رنگی اور حسن و بلندی رکھتا ہے۔

فریدون توللی، عارف قزوینی، بہار خراسانی، فرخی یزدی، ایرج مرزا، پروین اعتصامی اور نیما یوشیج، غرض کہ بہت سارے فنکار ہیں، جنھوں نے نظم جدید کی ترقی میں نمایاں خدمتیں انجام دی ہیں۔ اس نصابی کتاب میں ایرج مرزا اور پروین اعتصامی کی ایک ایک نظم شامل ہے۔

ایرج مرزا

ایرج مرزا

ایرج مرزا جدید فارسی شاعری کا ایک ممتاز نام ہے۔ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ایرج مرزا، غلام حسین مرزا کے صاحبزادے اور قاچاری بادشاہ فتح علی شاہ قاچار کے پوتے تھے۔ ایرج کا لقب ''جلال الممالک'' ہے۔ وہ ۱۸۷۴ء میں تبریز میں پیدا ہوئے اور اپنے وطن میں ہی فارسی عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ وہ ان زبانوں کے علاوہ روسی، ترکی اور فرانسیسی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ وہ حکومت کے اہم عہدوں پر مامور رہے اور وزارت تعلیم میں خصوصیت سے نمایاں خدمتیں انجام دیں۔

ایرج مرزا کو ملکی اور سیاسی خدمتوں کے ساتھ شروع سے ہی شعر وشاعری سے بھی دلچسپی رہی۔ وہ ابھی ۱۹ برس ہی کے تھے کہ انھیں ''ملک الشعرا'' کا خطاب ملا۔ اس کے علاوہ انھیں ''صدر الشعرا'' اور ''فخر الشعرا'' کا لقب بھی عطا کیا گیا تھا۔ انھوں نے پچاس سال کی عمر پائی۔ ۱۹۲۴ء میں تہران میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ان کا انتقال ہوگیا۔

ایرج مرزا کی زندگی کا آخری دس سال ان کی شاعری کا بہترین زمانہ مانا جاتا ہے۔ وہ نہایت سادہ زبان میں شعر کہتے تھے اور ہمیشہ آسان اور بول چال کے الفاظ روز مرہ اور محاوروں سے اپنی شاعری میں کام لیتے تھے۔ ''زہرہ ومنوچہر'' ان کی مشہور طنزیہ نظم ہے۔ ان کی ایک اور مشہور نظم کا عنوان ہے ''زہرہ ومنوچہر''۔ انھوں نے کئی مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ جیسے ''یادداشت ایام حیات''، ''وصیت نامۂ ادبی'' اور ''انقلاب ادبی''۔ ایرج نے صرف بڑوں کے لیے نہیں بچوں کے لیے بھی خوبصورت نظمیں لکھی ہیں۔ ان کی مشہور تخلیق ''مادر'' اس نصابی کتاب میں شامل ہے۔

(۱)

مادر

گویند مرا چون زاد مادر
پستان بدهن گرفتن آموخت

شبها بر گهوارهٔ من
بیدار نشست و خفتن آموخت

دستم بگرفت و پا به پا برد
تا شیوهٔ راه رفتن آموخت

لب خند نهاد بر لب من
بر غنچهٔ گل شگفتن آموخت

یک حرف و دو حرف بر زبانم
الفاظ نهاد و گفتن آموخت

پس هستیِ من ز هستیِ اوست
تا هستم و هست دارمش دوست

(ایرج مرزا)

مشکل الفاظ کے معانی

مادر	ماں
پستان	چھاتی
دھن	منہ
بر	نزدیک، پاس، پر
گاہوارہ / گہوارہ	جھولا، بچوں کا پالنا
بیدار	ہوشیار، جاگا ہوا
بیدار نشستن	جاگتے رہنا
دستم (دست + ام)	میرا ہاتھ
پا بہ پا	پاؤں پاؤں
پا بہ پا بردن	پاؤں پاؤں چلانا
تا	یہاں تک کہ، تک، تا کہ
شیوہ	طریقہ
راہ رفتن	راستہ چلنا
لب	ہونٹ
لب خند	مسکراتے ہونٹ، مسکان بھرے ہونٹ
لب بر لب نہادن	ہونٹ چوم لینا، منہ چوم لینا
غنچہ	کلی
گل شکفتن	اچھی طرح کھلنا، خوب کھلنا
گفتن	بولنا، بات کرنا، کہنا
ھستی	وجود
دوست داشتن	پسند کرنا
دوست دارمش (دارم + ش)	میں اس کو پسند کرتا ہوں

غور کرنے کی باتیں

- آپ نے ایرج مرزا کی نظم ''مادر'' پڑھی۔ اس خوبصورت نظم میں شاعر نے ماں کی محبت اور اس کی عظمت و بزرگی کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ کس طرح بچہ کو آہستہ آہستہ ایک ایک چیز سکھاتی ہے اور اس کے لیے بڑی سے بڑی تکلیف اٹھاتی ہے۔ یہاں شاعر نے کہا ہے کہ ماں نے مجھے جنم دیا۔ چھاتی سے دودھ پینا سکھایا۔ خود میرے جھولے کے پاس رات بھر جاگتی رہی اور مجھے سونا سکھایا۔ میری انگلی پکڑ کر مجھے پاؤں پاؤں چلنا سکھایا اور مجھے راستہ چلنے کا ڈھنگ بتایا۔ میرے ہونٹوں پر اپنے مسکراتے ہونٹ رکھ کر مجھے ہنسنا مسکرانا سکھایا۔ ایک ایک، دو دو حرف کر کے مجھے لفظوں کو بولنا اور بات کرنا سکھایا۔ میرا وجود ماں ہی کے وجود سے ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں اور پسند کرتا رہوں گا۔
- شاعر نے یہ نظم اپنی ذات اور اپنی ماں کے حوالہ سے لکھی ہے۔ آدمی اپنے بچپن کا حال دوسروں سے ہی سنتا ہے اس لیے شاعر نے یہ نظم ''گویند'' سے شروع کی ہے۔ اس نظم کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم ماں سے محبت کریں اور زندگی بھر اس کے احسان اور اس کی قربانیوں کو نہ بھولیں۔
- نظم کا ایک مصرع ہے ''شب ھا بر گہوارۂ من''، اس میں لفظ ''بر'' پر غور کریں۔ ''بر'' پری پوزیشن کے طور پر آتا ہے تو ''پر'' کا معنی دیتا ہے لیکن یہ لفظ صرف پری پوزیشن نہیں ہے بلکہ اسم بھی ہے۔ اور جب اسم کے طور پر آتا ہے تو یہ نزدیک، پھل، جسم جیسے معنی دیتا ہے۔ اس مصرع میں لفظ ''بر'' اسم کے طور پر آیا ہے اور نزدیک کے معنی دیتا ہے۔

معروضی سوالات

۱- ایرج مرزا کا تعلق کس خاندان سے تھا؟

۲- ایرج مرزا کا لقب کیا تھا؟

۳- ایرج مرزا کی کسی مشہور نظم کا نام بتائیے۔

۴- ایرج مرزا کی مشہور مثنویاں کون سی ہیں؟

ABSOL
PATNA

۵- نظم ''مادر'' کو شاعر نے ''گویند'' سے کیوں شروع کیا ہے؟

۶- ''شبہا بر گہوارۂ من'' میں ''بر'' کے کیا معنی ہیں؟

۷- ایرج مرزا کی ولادت کا سال بتایئے۔

۸- ایرج مرزا کی وفات کہاں ہوئی؟

۹- ایرج مرزا کس کے پوتے تھے؟

۱۰- ترتیب دیجیے:

ایرج مرزا فتح علی قاچار غلام حسین مرزا

تفصیلی سوالات

۱- نظم جدید پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۲- ایرج مرزا کے حالات زندگی اور شاعری پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۳- نظم ''مادر'' کا خلاصہ لکھیے۔

۴- درج ذیل اشعار کا مطلب بیان کیجیے۔

شبہا بر گہوارۂ من
بیدار نشست و خفتن آموخت

پس ہستیِ من ز ہستیِ اوست
تا ہستم و ہست دارمش دوست

۵- درج ذیل محاوروں کے معنی لکھیے:

بیدار نشستن پا بہ پا بردن راہ رفتن دوست داشتن گل شگفتن

مشق

۱- نظم ''مادر'' سے ان لفظوں کو جمع کیجیے جو اعضائے انسانی کے نام ہیں، جیسے زبان، دہن اور ان لفظوں کے معنی لکھیے۔

۲- اس نظم میں آنے والے مصادر یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔

۳- گردان مکمل کیجیے:

ہست				ہستم	

۴- ذیل کے خاکے کو پُر کیجیے:

ایرج مرزا

نام:..............................

لقب:..............................

خاندان:..............................

والد کا نام:..............................

دادا کا نام:..............................

سالِ ولادت:..............................

جائے ولادت:..............................

سالِ وفات:..............................

جائے وفات:..............................

پروین اعتصامی

پروین اعتصامی

بیسویں صدی کی نئی فارسی شاعری میں پروین اعتصامی کا نام مشہور و مقبول بھی ہے اور بلند و محترم بھی۔ وہ اپنے وقت کی بہت بڑی شاعرہ گزری ہیں۔ پروین کا اصل نام پروین یوسف ہے۔ ان کے والد یوسف اعتصامی (اعتصام الملک آشتیانی) مشہور ادیب و شاعر تھے اور ان کے دادا اعتصام الملک ابراہیم بھی بڑے عہدے پر فائز تھے۔ پروین کا خاندان ''آشتیانی'' خاندان کہلاتا ہے۔ اسی علمی خاندان میں ۱۹۵۶ء میں تبریز میں ان کی پیدائش ہوئی۔ بچپن سے وہ اپنے والد کے ساتھ تہران میں رہیں۔ ۱۹۲۵ء میں پروین نے تعلیم سے فراغت پائی اور اسی سال کرمان شاہ میں اپنے چچازاد بھائی سے ان کی شادی ہوئی۔ پروین اعتصامی نے مختصر زندگی پائی اور ۳۵ سال کی عمر میں ۱۹۴۱ء میں تہران میں ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کی لاش قُم لائی گئی جہاں وہ اپنے خاندانی قبرستان ''صحن جدید'' میں دفن ہوئیں۔

پروین اعتصامی کو شعر و شاعری کا شوق ورثہ میں ملا تھا اور وہ بچپن ہی سے اس فن لطیف میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ پروین کا دیوان ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا جو قصائد و مثنویات اور قطعات پر مشتمل ہے۔ پروین ''سبک خراسانی'' کی شاعرہ ہیں اور اس طرز شاعری کی خصوصیت یعنی سادگی ان کے یہاں پوری طرح نمایاں ہے۔ پروین نے غزل کبھی نہیں کہی۔ وہ اصلاً نظم کی شاعرہ ہیں۔ تنقیدی، سماجی اور اخلاقی موضوعات پر انھوں نے تمثیلی انداز میں خوبصورت اور اہم نظمیں لکھی ہیں۔ پروین کی اخلاقی نظم ''شرط نیک نامی'' آپ کی اس نصابی کتاب میں شامل ہے۔

(۲)

شرط نیک نامی

نیک نامی نباشد از رهِ عُجب　　خنگ آز و هوس همی راندن
خستگان را ز طعنه جان خستن　　دلِ خلق خدای رنجاندن
خودسلیمان شدن به ثروت و جاه　　دیگران را ز دیو ترساندن
با در افتادگان ستم کردن　　زهر را جای شهد نوشاندن
اندر امیدِ خوشهٔ هوی　　هر کجا خرمنی ست، سوزاندن
گمرهان را رفیقِ ره بودن　　سر ز فرمان عقل پیچاندن
عیب پنهان دیگران گفتن　　عیب پیدای خویش پوشاندن
گویمت شرطِ نیک نامی چیست　　زان که این نکته بایدت خواندن
خاری از پای عاجزی کندن
گردی از دامنی بیفشاندن

(پروین اعتصامی)

مشکل الفاظ کے معانی

عُجب	=	گھمنڈ
بہ رہِ عجب	=	گھمنڈ کے راستہ سے، مراد ہے: گھمنڈ کے ساتھ
خنگ	=	گھوڑا
آز	=	لالچ
ہوس	=	خواہش، نفس کی تمنا، حرص
راندن	=	ہانکنا
خستگان	=	تھکے ہوئے لوگ، واحد، خستہ
طعنہ	=	لعنت، ملامت، بری بھلی بات
جان خستن	=	تھکا دینا، شکستہ دل بنا دینا
خلق	=	مخلوق، جمع: خلائق
دل رنجاندن	=	دل دکھانا
سلیمان شدن	=	مراد ہے، بادشاہ و حاکم ہونا
ثروت	=	دولت، مالداری
جاہ	=	مرتبہ
دیو	=	بھوت، شیطان
ترساندن	=	ڈرانا
درافتادگان	=	مجبور لوگ، واحد: درافتادہ
ستم	=	ظلم
نوشاندن	=	پلانا
خوشہ	=	گچھا، بالی
ہرکجا	=	جس جگہ، جہاں کہیں
خرمن	=	کھلیان

سوزاندن = جلا ڈالنا

گم رہان = بھٹکے ہوئے لوگ، واحد: گمراہ

رفیق = دوست، جمع: رفقا

رفیق براہ بودن = مددگار ہونا، ساتھ ساتھ اور ہم خیال ہونا

سر پیچاندن = منہ موڑنا، انکار کرنا

پنہاں = پوشیدہ

پیدا = ظاہر، کھلا ہوا

پوشاندن = چھپانا، پردہ ڈالنا

گویمت (بگویم + ت) = میں تمھیں بتاؤں، "ت" یہاں ضمیر متصل مفعولی ہے۔

زان کہ (از + آن + کہ) = اس لیے کہ، کیوں کہ

نکتہ = خاص بات، جمع: نکات

بایدت (باید + ت) = تمھیں چاہیے

خواندن = پکارنا، پڑھنا

نکتہ خواندن = کسی خاص بات کو سمجھ لینا اور جان لینا

خار = کانٹا، ضدِ گل

عاجز = مجبور

کندن = کھودنا، اُکھاڑنا

خار کندن = کانٹا نکالنا

گرد = دھول

افشاندن = جھاڑنا، چھڑکنا

غور کرنے کی باتیں

- ''شرطِ نیک نامی'' ایک خوبصورت اخلاقی نظم ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نیک نامی یعنی اچھا نام پانے کی کیا شرط ہے؟ شاعرہ نے کہا ہے کہ گھمنڈ کے راستہ پر چل کر حرص اور لالچ بڑھاتے چلے جانا، مجبوروں اور پریشان حال لوگوں کے دل توڑنا، خدا کی مخلوق کو دُکھ دینا، دوسروں کو بھوت یعنی بے بنیاد باتوں سے ڈراتے رہنا اور اس طرح انھیں دھوکا دے کر خود دولت اور مرتبے کا مالک بن جانا نیک نامی نہیں ہے۔ مجبوروں کو ستانے، انھیں شہد کی جگہ زہر پلانے یعنی انھیں فریب دینے اور اپنے ہوس کی خاطر کھری باتوں کو جھٹلا دینے سے نیک نامی نہیں مل سکتی۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کا ساتھ دینے، عقل کی باتوں سے منھ موڑ لینے، دوسروں کے عیب دکھانے اور اپنے عیب چھپانے سے بھی نیک نامی ہاتھ نہیں آتی بلکہ اچھا نام پانے کی شرط یہ ہے اور یہی یاد رکھنے کی خاص بات بھی ہے کہ مجبوروں کی مدد کرنے، ان کے پیروں سے کانٹے نکالنے یعنی ان کی ترقی کے راستے کھولنے اور ان کے دامن سے گرد جھاڑنے یعنی ان کی مشکلیں، مجبوریاں اور پریشانیاں دور کرنے اور انھیں سہارا اور تسلی دینے سے ہی نیک نامی مل سکتی ہے۔ نظم کا آخری شعر بہت ہی اہم ہے جس میں مرکزی خیال بیان کیا گیا ہے۔ نظم نگار کا مقصد اصل میں یہی بتانا ہے کہ ہم ان باتوں سے بچیں جو نیک نامی سے دور لے جاتی ہیں اور وہ باتیں اپنائیں جن سے نیک نامی ملتی ہے۔
- دو لفظوں کے جوڑ کو جو فارسی قواعد کے مطابق ہو ''ترکیب'' کہا جاتا ہے۔ اس نظم میں اس کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں، جیسے رہِ عُجب، خنگِ آز، خوشۂ ہوس، یہ اضافت کی ترکیبیں ہیں اور ان میں ایک خاص قسم کی خوبصورتی اور انوکھے پن کے ساتھ ایک خاص قسم کا اشارہ بھی ہے، جسے ''استعارہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل آپ اگلی کتابوں میں پڑھیں گے۔ اس نظم میں محاوروں کا استعمال بھی ہے اور بہت سارے مصدر بھی سامنے آتے ہیں۔
- نظم کا آخری دو شعر دیکھیں فعل کے آخر میں ضمیر پیوستہ (ش - ت - م) ہو تو وہ فاعل یا مفعول حرف کا معنی دیتی ہے۔ اس کی مثالیں یہاں موجود ہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر یا کسی فعل کے پہلے اگر کوئی صرف (ب - ن - م)) جوڑا جاتا ہے اور اس مصدر یا فعل کا پہلا حرف ''الف'' ہوتا ہے تو اس حالت میں وہ ''ی'' سے بدل جاتا ہے۔ آخری شعر میں ''بیفشاندن'' اسی کی مثال ہے۔

❖ نظم میں ایک ربط اور سلسلہ کے ساتھ خیال آگے بڑھتا ہے اور بات اپنے اَوج تک پہنچتی ہے۔ یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ نیک نامی کی شرط کے تعلق سے خیال آگے بڑھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ نیک نامی کی اصل شرط نتیجہ کے طور پر سامنے آئی ہے۔

معروضی سوالات

۱- پروین کس صدی کی شاعرہ ہیں؟

۲- پروین کا پورا نام کیا ہے؟

۳- پروین کس خاندان کی بیٹی تھیں؟

۴- پروین کے دادا کا نام بتایئے۔

۵- پروین کی ولادت کہاں ہوئی؟

۶- ''بیفشانڈن'' اصل میں کیا ہے؟

۷- جس قبرستان میں پروین کو دفن کیا گیا اس کا نام بتایئے۔

۸- جوڑے ملایئے:

۱۹۰۶ء	پروین کا سال فراغت
کرمانشاہ	پروین کا مدفن
تہران	پروین کی جائے وفات
۱۹۲۵ء	پروین کی وفات کا سال
قم	پروین کی سسرال
۱۹۴۱ء	پروین کا سال ولادت

تفصیلی سوالات

۱- پروین اعتصامی کے حالات زندگی لکھیے۔

۲- نظم ''شرط نیک نامی'' کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۳- درج ذیل کی اصل بتائیے:

گویت باید ت زانکہ

۴- معنی لکھیے:

دراُفتادن سرپیچیدن دل رنجاندن جان خستن خار از پا کندن

۵- تشریح کیجیے:

نیک نامی نباشد از رہِ عجب
خنگ آز و ھوس ھمی راندن

۶- درج ذیل کا مطلب لکھیے:

گویت شرط نیک نامی چیست
زانکہ این نکتہ بایدت خواندن

خاری از پای عاجزی کندن
گردی از دامنی بیفشاندن

مشق

۱- اس نظم میں آنے والے مصدروں کو جمع کیجیے اور ان کے مضارع لکھیے۔

۲- درج ذیل کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے:

رہِ عُجب ....

خنگ آز ....

گویت ....

دراُفتادگان ....

خلق خدا ....

مثنوی

مثنوی کا شمار فارسی شاعری کی اہم صنفوں میں ہوتا ہے۔ لغت کے لحاظ سے یہ عربی کے لفظ مثنیٰ سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دو (۲)۔ چونکہ مثنوی کے ہر بیت کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس کو مثنوی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ ایک ہیئتی صنف میں شمار ہوتی ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ ایک موضوعی صنف بھی ہے۔ کیوں کہ یہ کسی نہ کسی موضوع پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں قصے کا ہونا ضروری ہے۔

مثنوی کے لیے ہلکے اور سادہ اوزان اور چھوٹی بحروں کا استعمال ہوتا ہے۔ عموماً اس کے لیے آٹھ بحروں سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن شاعروں نے اس کے لیے دوسری بحریں بھی استعمال کی ہیں۔ فارسی میں ہر قسم کے مضامین کی مثنویوں کا بڑا ذخیرہ دستیاب ہے۔ ان ساری مثنویوں کا ذکر طوالت سے خالی نہیں لیکن یہاں صرف چند مثنویوں کا ذکر ضروری ہے، اور وہ ہیں فردوسی کی رزمیہ مثنوی ''شاہنامہ'' مولانا روم کی ''مثنوی معنوی'' اور اخلاقی مثنوی کے طور پر شیخ سعدی کی ''بوستاں''۔ عشقیہ مثنوی میں مولانا جامی کی ''یوسف زلیخا'' اور ''خسرو شیریں'' ہیں۔

مولانا روم

فارسی ادب میں اعلیٰ ترین صوفی شاعر کی حیثیت سے حضرت مولانا جلال الدین رومیؔ کا نام معروف و مشہور ہے۔ فارسی کی تاریخ میں ان کا دور آخری تاتاریہ عہد یا منگولیہ دور سے وابستہ ہے۔ وہ اپنی بیش بہا علمی و ادبی اور متصوفانہ گرانقدر خدمات کی وجہ سے بڑے ہی عزت و احترام کے ساتھ یاد کیے جاتے ہیں۔ بلکہ عالمی سطح پر وہ عارف شعرا میں اور ان کی مثنوی ادبیات عالیہ میں شمار کی جاتی ہے۔

مولانا روم کا اصل نام جلال الدین محمد لقب ''مولانا روم'' ہے اور عرفیت ''مولوی'' ہے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ بہاء الدین وَلَد تھا جو اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ، صوفی اور عالم تھے۔ مولانا روم کی ولادت ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں مردم خیز شہر بلخ میں ہوئی۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) میں والد کے انتقال کے بعد تحصیل علم کے لیے شام گئے اور سات برسوں تک دمشق میں مزید تعلیم کے لیے قیام پذیر رہے۔ اس سفر سے قبل ان کا عقد مسنونہ ہو چکا تھا۔ مولانا روم نے دمشق کے قیام کے دوران ہی حضرت شمس تبریزؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ۶۶ برس کی عمر میں ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء) میں تپ محرقہ کی وجہ سے فوت کر گئے اور اپنے والد ماجد مرحوم کے مقبرے میں قونیہ شہر میں مدفون ہوئے۔

فوائد ادب

از خدا جوییم توفیقِ ادب
بی ادب محروم ماند از فضلِ رب

بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ھمہ آفاق زد

ھرچہ آید بر تو از ظلماتِ غم
آن ز بیباکی و گستاخی ست ھم

از ادب پُر نور گشت ست این فلک
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

بد ز گستاخی کسوفِ آفتاب
شد عزازیلی ز جرأت ردِّ باب

گر خدا خواھد کہ پردہ کس دَرَد
میلش اندر طعنۂ پاکان زند

بی ادب گفتن سخن با خاصِ حق
دل بمیراند، سیہ دارد ورق

(مثنویٔ معنویٔ مولانا روم)

مشکل الفاظ کے معانی

جوئیم	=	ہم لوگ تلاش کریں
ماند	=	رہ گیا
داشت	=	رکھا
بد	=	بُرا
ھمہ	=	تمام
آفاق	=	آسمان کا کنارہ، اُفق کی جمع
ظلمات	=	تاریکیاں، ظلمت کی جمع
نور	=	روشنی
گشت	=	پھیرا
فلک	=	آسمان
مَلک	=	فرشتہ / مَلِک: بادشاہ / مُلک: دیش / مِلک: جائیداد
بُد	=	بود کا مخفف
کسوفِ آفتاب	=	سورج گرہن
عزازیل	=	سب سے بڑا شیطان، ابلیس
جرأت	=	ہمت
میلش (میل + اش)	=	اس کی پسند، اس کی چاہت
بمیراند (ب + میراند)	=	مردہ بناتا ہے
سیہ (سیاہ)	=	کالا
ورق	=	کتاب کا ورق، یہاں پر کردار کے معنی میں

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL
PATNA

غور کرنے کی باتیں

❖ مثنوی مولانا روم: فارسی مثنوی کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً رزمیہ، بزمیہ، عارفانہ اور اخلاقی وغیرہ مولانا روم کی مثنوی عارفانہ ہے اور ان کی مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا روم کی شہرہ آفاق مثنوی چھ دفتروں اور ۲۶ ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ یہ آپ کے مرید خاص حسن حسام الدین چلپی کی فرمائش پر دس سال (۱۲۷۳ھ) میں مکمل ہوئی۔

مثنوی معنوی بلاشبہ تصوف کی تعلیم دیتی ہے۔ اس میں حکایتوں کے ذریعے تصوف کے معاملات اور دیگر بڑے مسائل خوش اسلوبی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ مثنوی معنوی کی بہت ہی اہم خصوصیت یہ ہے کہ کوئی نکتہ یا کوئی خیال قرآن وحدیث کے خلاف پیش نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مولانا روم کی مثنوی میں معنویت اور گہرائی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لیے مثنوی معنوی کو "ہست قرآن در زبانِ پہلوی" بھی کہا جاتا ہے۔

❖ داخلِ نصاب مثنوی میں ادب کے فائدے: باادب انسان پر اللہ کی رحمت اور بخشش ہوتی ہے۔ بے ادب لوگوں کی خرابی دوسروں پر بھی خراب اثر ڈالتی ہے۔ گستاخی اور بے ادبی سے پریشانیاں آتی ہیں اور بے عزتی ہوتی ہے۔ عزازیل اپنی نافرمانی اور بے ادبی کی وجہ سے ہی اللہ کے دربار سے نکالا گیا اور ابلیس بنا دیا گیا۔ اللہ والوں اور بڑوں کے ساتھ بے ادبی سے گفتگو کرنا دل کو مرجھاتا ہے اور کردار میں خرابی پیدا کرتا ہے۔

معروضی سوالات

۱- ایران کے سب سے بڑے صوفی شاعر کون ہیں؟

۲- مولانا روم کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی تھی؟

۳- مولانا روم کس دور کے شاعر ہیں؟

۴- مولانا روم کے والد ماجد کا نام بتائیے۔

۵- مولانا روم کا انتقال کب اور کہاں ہوا تھا؟

۶- والد ماجد کے انتقال کے بعد مولانا روم تحصیل علم کے لیے کہاں کہاں گئے تھے؟

۷- مولانا روم کی وفات کس بیماری کی وجہ سے ہوئی تھی؟

۸- مولانا روم کس بزرگ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے؟

۹- مثنوی کس لفظ سے ماخوذ ہے؟

۱۰- کیا مثنوی کا ہر بیت ہم قافیہ ہوتا ہے؟

۱۱- مثنوی کی خاص قسموں کے نام بتائیے۔

۱۲- مثنوی معنوی میں کتنے دفاتر اور کتنے اشعار ہیں؟

۱۳- پہلوی زبان کا قرآن کسے کہا جاتا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- مولانا جلال الدین رومیؔ کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالیے۔

۲- مثنوی فوائد ادب کا مفہوم لکھیے۔

۳- فوائد ادب کی خاص باتوں کی وضاحت کیجیے۔

۴- مثنوی کسے کہتے ہیں؟ مثنویِ مولانا روم کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۵- درج ذیل دو ابیات کی تشریح کیجیے:

بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

از ادب پُرنور گشت ست این فلک — وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

عملی خاکہ

۱- درج ذیل ترکیبوں کا مفہوم اپنی کاپی پر لکھیے۔

توفیقِ ادب — فضلِ رب — ردِّ باب — کسوفِ آفتاب

۲- درج ذیل الفاظ کے مصادر، فعل اور صیغے لکھیے:

جوئیم — داشت — آید — گشت — خواهد

قِطعَہ

قطعہ کے لغوی معنٰی کسی چیز کا حصہ یا ٹکڑا ہے۔ اس کی جمع قِطَع ہے۔ القِطعَۃُ مِنَ الشِّعْر = دس یا سات یا اس سے کم اشعار کی نظم (مصباح اللغات عربی، صفحہ ۶۹۱)

شاعری کی اصطلاح میں قطعہ وہ صنف شاعری ہے جس میں کم سے کم دو اشعار ہوں۔ لیکن زیادہ کی کوئی حد متعین نہیں۔ اس میں مطلع ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ہے۔ یہ کسی قصیدہ یا غزل کا حصہ بھی ہوتا ہے اور کبھی ان سے علیحدہ بھی۔

معنوی اعتبار سے قطعہ کے اشعار ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں اور سب کسی ایک مرکزی خیال کو بیان کرتے ہیں۔

شیخ سعدیِ شیرازی

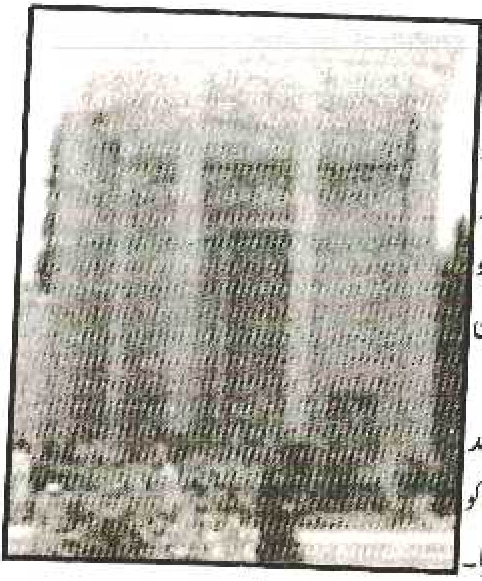

مزارِ سعدی

شیخ سعدی کا اصل نام مشرف الدین یا مصلح الدین تھا۔ ان کی پیدائش شیراز میں ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی تھی۔ ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت شیراز میں ہی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ مزید تعلیم کے لیے بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ نظامیہ میں اپنی تعلیم کو مکمل کیا۔ علوم ظاہری کے ساتھ انھوں نے باطنی علوم و معارف بھی حاصل کیے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مریدین کے حلقہ میں داخل ہوئے۔

تیس برسوں تک ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی۔ بعد ازاں اپنے وطن شیراز واپس آئے اور اپنے تجربات و احساسات کو نظم آمیز نثر میں چھ ماہ کی مختصر مدت میں بنام ''گلستان'' مرتب کیا۔ یہ کتاب ۶۵۶ھ میں تصنیف ہوئی تھی۔ اس میں ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب ہیں۔ یہ مقفّی نثر اور نظم آمیز نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ اس کے اسلوب کی پیروی بہت سے لوگوں نے کرنا چاہی، لیکن وہ ناکام رہے۔ اس کے ترجمے دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ان کی دوسری اہم کتاب بوستان ہے، جو سراسر نظم میں ہے۔ اس کے دس ابواب ہیں۔ تاریخ وفات ۶۹۱ھ ہے۔

شاملِ نصاب قطعہ انجمن اقوام متحدہ کے ایوان میں آویزاں ہے۔

قطعات

(۱)

بنی آدم اعضای یک پیکرند — کہ در آفرینش ز یک گوھرند
چو عضوی بدرد آورد روزگار — دگر عضوھا را نماند قرار
تو کز محنتِ دیگران بی غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

(سعدی)

مشکل الفاظ کے معانی

بنی آدم	=	انسان
اعضا	=	جسم کے حصے، عضو کی جمع
پیکر	=	جسم
آفرینش	=	پیدائش، آفریدن کا حاصل مصدر
گوہر	=	موتی۔ یہاں مادّہ مراد ہے۔
درد	=	تکلیف

روزگار	=	زمانہ
محنت	=	تکلیف، مصیبت

غور کرنے کی باتیں

- تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ اس لیے ان میں ہمدردی اور غمگساری کا مادّہ ہونا چاہیے۔ اگر ان میں یہ صفت، نہیں ہے تو انھیں آدمی ہی نہیں کہنا چاہیے۔ جس طرح انسان کے جسم کے کسی عضو کو تکلیف یا چوٹ پہنچتی ہے تو اس کے جسم کے سارے عضو اس سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ تکلیف کو سارے عضو محسوس کرتے اور اپنا درد سمجھتے ہیں۔
- شیخ سعدی نے اپنے دعوی میں جو دلیل دی ہے۔ یہ ہر انسان کا ذاتی تجربہ ہے۔ اسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اس لیے دنیا کے سارے انسانوں میں محبت و اُلفت ہونی چاہیے۔ دُکھ اور تکلیف میں ایک دوسرے کا غمخوار اور غمگسار ہونا چاہیے۔

سادگی کے ساتھ عام فہم زبان میں انسان دوستی اور بشر نوازی کا سبق اس سے بہتر انداز میں ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

معروضی سوالات

۱- شیخ سعدی کی پیدائش کب ہوئی تھی؟

۲- یہ قطعہ سعدی کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

۳- انسانی جسم کی کیا خصوصیت ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- صنف قطعہ کی تعریف کیجیے۔

۲- نصاب میں شامل پہلے قطعے کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

مشق

۱- فارسی میں واحد و جمع بنانے کے قاعدے لکھیے اور زیر سبق قطعے میں اس کی مثالیں تلاش کیجیے۔

۲- انسان دوستی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ چند جملے لکھ کر اپنے استاد کو دکھایئے۔

(۲)

نہ مرد است آن بنزدیک خردمند　　　که با پیل دمان پیکار جوید
بلی مرد آن کس ست از روی تحقیق　　　کہ چون خشم آیدش باطل نگوید

(سعدیؔ)

مشکل الفاظ کے معانی

خردمند	=	عقلمند
پیل	=	ہاتھی
پیل دمان	=	مست ہاتھی، حملہ کرنے والا ہاتھی
پیکار	=	جنگ
خشم	=	غصہ
ش	=	اس کو۔ ضمیر متصل مفعولی واحد غائب
باطل	=	غلط، جھوٹ

غور کرنے کی باتیں

- اس قطعے میں سعدی نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہمیں اپنے سے زیادہ طاقت ور آدمی سے نہیں جھگڑنا چاہیے۔ اس سے اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔
- دوسری نصیحت یہ کی ہے کہ غصے کی حالت میں غلط اور بُری بات نہیں کہنا چاہیے۔ اچھے انسان کی یہی علامت ہے۔

معروضی سوالات

۱- سعدی کی وفات کب ہوئی؟

۲- وہ بغداد کس لیے گئے تھے؟

۳- قطعے میں شعروں کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

مشق

۱- قطعہ کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔

۲- شیخ سعدی کی نصیحت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

رباعی

رباعی فارسی شاعری کی ایک مشہور صنف ہے اور اس کی ایجاد کا سہرا ایرانیوں کے سر ہے۔ رباعی کو "دوبیتی" اور "چہار مصراعی" بھی کہا جاتا ہے۔ قدیم فارسی میں اس کو ترانہ بھی کہا جاتا تھا۔ "رباعی" کے معنی "وہ کلمہ جس کے اصلی حرف چار ہوں" کے ہیں اور یہ عربی زبان کے لفظ "ربع" سے مشتق ہے۔ رباعی ایک ایسی صنف ہے جس کی بنیاد سانچہ پر ہے۔ رباعی کے اوزان مقرر ہیں۔ سب سے مشہور وزن "لاحول ولا قوۃ اِلا باللہ" ہے۔ رباعی اپنی خاص اور مقررہ بحر میں ہی کہی جاتی ہے۔ رباعی کے لیے چار مصرے مقرر ہیں۔ ان میں سے تیسرے مصرے کو چھوڑ کر باقی تینوں مصرے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ رباعی میں مطلع ہوتا ہے لیکن شاعر اپنا تخلص استعمال نہیں کرتا یعنی مقطع نہیں ہوتا۔ یہ صورت اور چار مصرے اور خاص وزن کی قید، رباعی کو دیگر اصناف خصوصاً دو شعر والے قطعہ سے الگ کرتی ہے۔ رباعی کے تیسرے مصرعہ میں بھی کبھی شاعر قافیہ لاتا ہے اس کی اسے اجازت ہے۔ مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ رباعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ چار مصرعوں کو ملا کر ایک مطلب سامنے آئے۔ رباعی کا آخری مصرع جتنا زوردار ہوتا ہے رباعی اتنی ہی شاندار اور کامیاب سمجھی جاتی ہے۔

رباعی تیسری یا چوتھی صدی ہجری میں ایجاد ہوئی۔ مشہور روایت کے مطابق فارسی میں جس نے سب سے پہلے رباعی کہی وہ فارسی شاعری کا باوا آدم رودکی سمرقندی ہے۔ یہ صنف زیادہ تر فلسفیوں اور صوفیوں کے یہاں پروان چڑھتی رہی ہے۔ عنصری، خواجہ عبداللہ انصاری، ابوسعید ابوالخیر، سحابی اور سرمد وغیرہ رباعی کے بڑے شاعر شمار ہوتے ہیں۔ رباعی کا سب سے نامور اور سب سے بڑا شاعر عمر خیام ہے۔ آپ کی اس نصابی کتاب میں بابا طاہر عریاں ہمدانی اور بابا افضل کی دو دو رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔

ABDIEL SOLUTION ABSO

بابا طاہر عریاں ہمدانی

فارسی رباعیوں کی دنیا میں جن شاعروں کو شہرت ملی ہے ان میں بابا طاہر عریاں بھی شامل ہیں۔ ان کی ولادت چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں ہمدان میں ہوئی اور ہمدان ہی میں پانچویں صدی ہجری کے وسط میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کا مزار ہمدان کے مغربی جانب واقع ہے۔

بابا طاہر عریاں اپنے وقت کے ایک صوفی شاعر تھے۔ ۴۴۷ھ میں ہمدان میں سلجوقی بادشاہ طغرل سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ بابا طاہر کی زندگی کے حالات کہیں نہیں ملتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے پوری زندگی گمنامی اور گوشہ نشینی میں بسر کی۔ بابا طاہر نے اگرچہ فارسی اور عربی میں چند صوفیانہ رسالے بھی لکھے ہیں، لیکن ان کی اصل شہرت ان کی رباعیوں سے ہے۔ قدیم کتابوں میں بابا طاہر کی رباعیوں کو "فہویات" کہا گیا ہے۔ ان کی رباعیوں کی زبان اگرچہ قدیم اور دیہی زبان ہے لیکن ان کی سادگی اور عام فہم انداز نمایاں ہے۔ انھوں نے بہت ہی میٹھے اور دلچسپ انداز میں اپنے صوفیانہ خیالات پیش کیے ہیں۔

رباعیاتِ باباطاہر عریان

(۱)

دلی دارم خریدار محبت
کزو گرم است بازار محبت
لباسی بافتم بر قامتِ دل
ز پود محنت و تار محبت

کل الفاظ کے معانی

ی (دل + ی)	=	ایک دل، کوئی دل
زو (کہ + از + او)	=	جس سے
تم	=	میں نے بُنا (بافتن سے ماضی مطلق واحد متکلم)
امت	=	قد، جسم
د	=	بانا
ر	=	تانا، سوت

---

(۲)

دلا غافل ز سبحانی چہ حاصل
مطیع نفس شیطانی چہ حاصل
بُوَد قدر تو افزوں از ملائک
تو قدر خود نمی دانی چہ حاصل

مشکل الفاظ کے معانی

دلا (دل + الف ندا)	=	اے دل
سبحانی (سبحان + یای نسبت)	=	یہ لفظ خدائے تعالیٰ سے منسوب ہے۔ سبحان کے معنی ہیں پاک، خدا کو پاک سے یاد کرنا اور "سبحانی" سے مراد ہے: خدا کی یاد۔
چہ حاصل	=	کیا فائدہ
مطیع	=	فرماں بردار
نفس شیطانی	=	مراد ہے بُرائی کی طرف لے جانے والی خواہش۔ اس کو نفس امارہ بھی کہا جاتا ہے۔
قدر	=	مرتبہ، مقام
افزوں	=	زیادہ
ملائک	=	فرشتے، واحد، ملک

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

غور کرنے کی باتیں

- بابا طاہر عریاں ہمدانی کی رباعیاں آپ نے پڑھیں۔ یہاں پہلی رباعی میں دل اور محبت کا رشتہ بتایا گیا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ میں ایک ایسا دل رکھتا ہوں جو محبت کا خریدار یعنی محبت کا قدردان ہے اور اسی سے بازار محبت گرم ہے۔ اور اس کی رونق برقرار ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ میں نے دل کے لیے ایک ایسا بھرپور، مناسب اور موزوں لباس بُن لیا ہے، جس کے تانے بھی محبت سے بنے ہیں اور جس کے بانے بھی محبت سے پُر کیے گئے ہیں۔ اس رباعی میں شاعر نے اپنی طرف نسبت دے کر اشارے کی زبان میں جو کچھ کہا ہے اس کا مطلب ہمیں یہ پیغام دینا ہے کہ ہم محبت بھرا دل پیدا کریں اور محبت کی قدر کرتے رہیں۔
- دوسری رباعی میں شاعر اپنے دل سے مخاطب ہے اور اس نے سوالیہ انداز میں کہا ہے کہ اگر تم بُری خواہشوں پر چل رہے ہو اور اللہ کی یاد سے غافل ہو تو اس کا کیا فائدہ؟ تمھارا مرتبہ فرشتوں سے بڑھ کر ہے لیکن تم خود اپنا مقام اگر نہیں سمجھتے تو پھر کیا حاصل؟ شاعر کے بیان کا مقصد اس کے مذکورہ مضمون سے بھی ظاہر ہے۔ یہ رباعی درپردہ یہی پیغام دیتی اور یہی سکھاتی ہے کہ ہم خدا کو دل سے یاد کریں اور بُرے کاموں سے بچتے رہیں۔
- اسم کے آخر میں ''ی'' جوڑنے سے ایک یا کوئی کا معنی پیدا ہوتا ہے۔ ایسی ''ی'' یائے تنکیری کہلاتی ہے۔ اسی طرح ''ی'' جوڑنے سے نسبت کا معنی بھی بنتا ہے۔ یہ ''ی'' یائے نسبتی کہلاتی ہے۔ یوں ہی اسم کے آخر میں ''الف'' جوڑنے سے ''اے'' یعنی پکار کا معنی دیتا ہے۔ اسے الف ندا کہتے ہیں۔ غور کریں کہ بابا طاہر کی رباعیوں میں ان سب کی مثالیں موجود ہیں۔
- شاعری میں بہت سی باتیں خاص طرح کے اشاروں میں کی جاتی ہیں۔ شاعر نے سوالیہ طرز اپنایا ہے اس کا مقصد ہمیں سمجھانا اور ہماری عقل کو بڑھانا ہے۔ اسی کو ''تحریک ذہنی'' سے کام لینا کہا جاتا ہے۔
- بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ضرورت کے تحت ہلکا کر کے استعمال میں لائے جاتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ لفظ کا حرف کم کر دیا جاتا ہے۔ یا کئی لفظ مل کر ایک لفظ کا روپ لے لیتا ہے۔ ایسے لفظ کو مخفف کرنا بھی کہتے ہیں۔ ایسے مخفف الفاظ بھی ان رباعیوں میں موجود ہیں۔

ABDIEL SOLUTIONS ADSOL PA

معروضی سوالات

۱- بابا طاہر عریاں کہاں پیدا ہوئے؟
۲- طغرل بادشاہ سے بابا طاہر عریاں کی ملاقات کب ہوئی؟
۳- بابا طاہر کس صدی ہجری کے شاعر ہیں؟
۴- بابا طاہر کی شہرت کس صنف شاعری میں ہے؟
۵- قدیم کتابوں میں بابا طاہر کی رباعیات کو کیا کہا گیا ہے؟
۶- "نفس شیطانی" کا دوسرا نام کیا ہے؟
۷- سجانی سے کیا مراد ہے؟
۸- بابا طاہر کے حالات کیوں نہیں ملتے؟

تفصیلی سوالات

۱- بابا طاہر کی کسی ایک رباعی کا خلاصہ لکھیے۔
۲- "بابا طاہر عریاں اور ان کی رباعیات" کے عنوان سے مختصر نوٹ لکھیے۔
۳- درج ذیل کی اصل بتائیے:

ز   کزو   دلی   دلا

۴- درج ذیل کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے:

یائے نسبتی   مخفف لفظ   الف ندائیہ   یائے تنکیری

مشق

۱- بابا طاہر عریاں کی کوئی ایک رباعی زبانی یاد کیجیے۔
۲- بابا طاہر کی دونوں رباعیوں کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھ کر استاد کو دکھایئے۔
۳- درج ذیل خانوں کو اس طرح بھریے کہ گردان مکمل ہو جائے:

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
				پاتم	
		کی والی			
			وارید		

نام افضل الدین محمد اور والد کا نام حسین مرقی کاشانی ہے۔ بابا افضل کے نام سے مشہور ہیں۔ مرق دراصل کاشان کا ایک علاقہ ہے اور وہ اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔ اسی مناسبت سے انھیں بابا افضل کاشانی کہا جاتا ہے۔ وہ ساتویں صدی ہجری کے فلسفیوں، ادیبوں اور شاعروں میں شمار ہوتے ہیں اور اپنی عرفیت یعنی "بابا افضل" سے ہی جانے جاتے ہیں۔ بابا افضل کی وفات کا سال ۷۰۷ ہجری ہے۔ وہ اپنے دور کے ایک صوفی منش شاعر گذرے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے مقربین میں تھے۔ بابا افضل نے اگرچہ نثر میں بھی کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے "جاودان نامہ"، "انشا نامہ"، "رہ انجام نامہ" اور "رسالہ در منطق" وغیرہ لیکن ان کی اصل شہرت ان کی رباعیوں سے ہے۔ بابا افضل کاشانی کی رباعیوں کا مجموعہ ایران سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی رباعیوں میں بالعموم صوفیانہ خیالات پائے جاتے ہیں اور اخلاق و نصیحت کی باتیں ملتی ہیں۔

رباعیات بابا افضل کوھی

(۱)

کم گو و بجز مصلحتِ خویش مگوی
چیزی کہ نپرسند تو خود پیش مگوی
گوش تو دو دادند و زبان یکی
یعنی کہ دو بشنو و یکی بیش مگوی

مشکل الفاظ کے معانی

بجز	=	سوائے
گوش	=	کان
بیش	=	زیادہ
یکی بیش	=	ایک سے زیادہ

(۲)

ای آنکہ شب و روز خدا می طلبی
کوری اگر از خویش جدا می طلبی
حق با تو بہر زمان سخن می گوید
سر تا قدمت منم کرا می طلبی

مشکل الفاظ کے معانی

ای آنکہ	=	اے وہ شخص، جو کہ
طلبیدن	=	بلانا، چاہنا، یہاں مراد ہے ڈھونڈنا
کور	=	اندھا
کوری: (کور+ی)	=	تو اندھا ہے
حق	=	خدائے تعالیٰ
بہر زمان	=	ہر زمانے میں، ہمیشہ
سخن گفتن	=	بات کہنا

سخن می گوید	=	بتا رہا ہے
سر تا قدم	=	سر سے پاؤں تک
قدمت (قدم + ت)	=	تمھارا قدم
منم (من + ام)	=	میں ہوں
کرا (کہ + را)	=	کس کو

غور کرنے کی باتیں

- بابا افضل کوہی کی پہلی اخلاقی و ناصحانہ رُباعی کے مضمون کا تعلق گفتگو کے آداب اور کم بولنے کے فائدے اور فلسفے سے ہے۔ یہاں شاعر نے کہا ہے کہ ''کم بولو'' یعنی صرف مصلحت اور ضرورت کے تحت ہی بولو اور جب تک تم سے پوچھا نہ جائے اُس وقت تک خود سے آگے بڑھ کر نہ بولو۔ تمھیں دو کان ملے ہیں اور ایک زبان۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب دو باتیں سن لو، تب ہی ایک بات کہو۔ اس رباعی کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم گفتگو میں احتیاط اور سلیقہ سے کام لیں۔
- دوسری رباعی میں بابا افضل کوہی نے ایسے شخص کو مخاطب کیا ہے جو اپنے خیال کے مطابق دن رات خدا کو ڈھونڈتا رہتا ہے اور بتایا ہے کہ اگر تم خدا کو اپنے آپ سے یعنی اپنے دل سے باہر ڈھونڈ رہے ہو تو تم بینا نہیں، نابینا ہو۔ کیوں کہ اللہ تو ہمیشہ تمھیں یہی بتا رہا ہے اور ہوشیار کر رہا ہے کہ میں تمھارے اندر ہوں۔ اس رباعی کا مضمون خالص صوفیانہ ہے اور مطلب یہی ہے کہ ہمیں اپنے رب کو اپنے دل میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اللہ دلوں میں بستا ہے اور ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔
- ایک بات کے لیے دوسری بات کو شرط بنا دینا ''تعلیق'' کہلاتا ہے۔ بابا افضل کوہی کی دوسری رباعی میں اس کی مثال یوں ملتی ہے کہ ''کوری'' یعنی اندھا ہونے کی بات ایک شرط کے ساتھ کہی گئی ہے اور وہ بات لفظ ''اگر'' کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

◆ شاعر ایسے الفاظ لاتا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں اس کا نام "تضاد" ہے۔ غور کریں کہ بابا کوہی کی رباعیوں میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

معروضی سوالات

۱- بابا افضل کا پورا نام بتائیے۔
۲- حسین مرقی کون تھے؟
۳- بابا افضل کی وفات کب ہوئی؟
۴- بابا افضل کہاں کے رہنے والے تھے؟
۵- بابا افضل کے کسی نثری رسالہ کا نام بتائیے۔
۶- رباعی کا پہلا شاعر کون ہے؟
۷- رباعی کے سب سے بڑے شاعر کا نام بتائیے۔
۸- قدیم فارسی میں رباعی کو کیا کہا جاتا تھا؟
۹- رباعی کا مشہور وزن بتائیے۔
۱۰- بابا افضل کس صدی ہجری کے شاعر ہیں؟
۱۱- شاعر نے "کوری" یعنی اندھا کس کو کہا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- رباعی پر ایک نوٹ لکھیے۔
۲- بابا افضل کی زندگی اور ان کی ادبی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
۳- بابا افضل کی کسی ایک رباعی کی تشریح کیجیے۔
۴- درج ذیل کی اصل لکھیے:

قدمت　　کرا　　منم　　کوری

۵- جوڑے لگائیے:

بشنو	فعل نہی
پرسند	فعل ماضی
مگوی	فعل امر
دادند	فعل مضارع

مشق

۱- بابا افضل کی جو رباعی آپ کو زیادہ پسند ہو اسے زبانی یاد کیجیے۔
۲- فارسی کے سب سے بڑے رباعی گو شاعر عمر خیام کی کوئی رباعی تلاش کیجیے اور اپنی کاپی پر لکھیے۔

وَندے ماترم

وَندے ماترم

سُجلام سُفلام مَل یَج شیتلام ،

شسیے شیام لام ماتَرم

وَندے ماتَرم !!

شُوبھر جیوتسنا پُلکِت یامینیم ،

پُھل کوسومیت دُرم دَل شُوبھینیم

سُوہاسنیم سومدھر بھاشنیم ،

سُوکھدام وَردام ماتَرم !!

وَندے ماتَرم !!

LALA-O-GUL

(Persian Textbook for Class-IX)

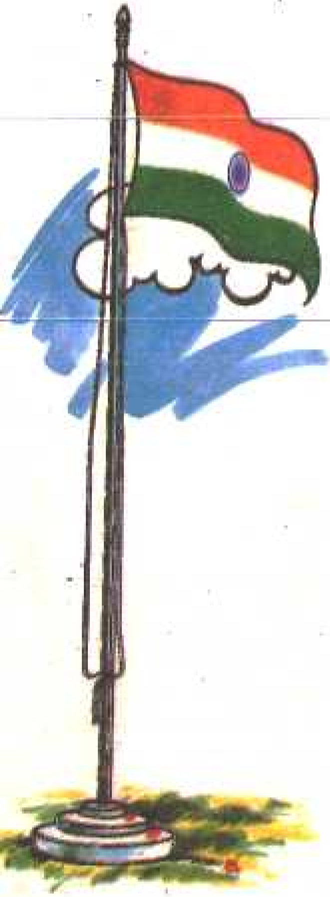

قومی ترانہ

جن گن من ادھینا یک جے ہے بھارت بھاگیہ ودھاتا

پنجاب سندھ گجرات مراٹھا، دراوڑ اتکل بنگ

وندھیہ ہماچل، یمونا گنگا، اچھل جل دھی ترنگ

تو شبھ نامے جاگے، تو شبھ آشش مانگے

گاہے تو جے گاتھا

جن گن من ادھینا یک جے ہے بھارت بھاگیہ ودھاتا

جے ہے، جے ہے، جے ہے! جے، جے، جے، جے ہے!!

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL
PATNA

बिहार स्टेट टेक्स्टबुक पब्लिशिंग कॉरपोरेशन लिमिटेड, बुद्ध मार्ग, पटना–1
BIHAR STATE TEXTBOOK PUBLISHING CORPORATION LTD., BUDH MARG, PATNA-1

आवरण मुद्रण : जन कल्याण प्रेस, पटना–4